اِسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

المصلح الموعودؓ

احسان ۱۳۵۱ ھش

جون ۱۹۷۲ء

ایڈیٹر

سید عبدالحی شاہد ایم۔اے

لائل پور کے مختلف کالجوں کے طلباء ربوہ کے مطالعاتی دورہ کے دوران
محترم پروفیسر منور شمیم صاحب خالد مہتمم تحریک جدید کے ہمراہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

استبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

"تیری عاجزانہ راہیں اسکو پسند آئیں"

(الہام المسیح الموعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

(المصلح الموعودؓ)

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۱۸ | احسان ۱۳۵۱ھش | شمارہ ۸

جون ۱۹۷۲ء

فہرست

چندہ سالانہ - - - چھ روپے
فی پرچہ - - - ساٹھ پیسے
بیرونِ پاکستان بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۰ روپے
" " بحری ڈاک ۹ روپے
(مبارک احمد خالد مینیجر ماہنامہ خالد)

پبلشر:- محمد شفیق قیصر
مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ خالد
دارالصدر جنوبی ربوہ

قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

اسلامی معاشرہ

طبقاتی کشمکش کا علاج!

چھوٹوں پر رحم کرو اور بڑوں کے حق کو پہچانو

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یَعْرِفْ حَقَّ کَبِیْرِنَا فَلَیْسَ مِنَّا۔

(ابوداؤد)

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص ہم میں سے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہم میں سے بڑوں کا حق نہیں پہچانتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

تشریح۔ اس حدیث میں باہمی تعلقات کا ایک لطیف گر بیان کیا گیا ہے۔ دُنیا میں اکثر فسادات اور جھگڑے اس لئے ہوتے ہیں کہ بڑے لوگ چھوٹوں کے ساتھ شفقت اور رحم کا سلوک نہیں کرتے اور چھوٹے لوگ بڑوں کے واجبی احترام سے غافل رہتے ہیں اور اس طرح ایک ناگوار طبقاتی کشمکش کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اسلام نے ایک طرف تو سرکاری عہدوں اور دولت پیدا کرنے کے ذرائع کے حصول میں سب کے واسطے برابر کے حقوق تسلیم کئے اور دوسری طرف سوسائٹی کے مختلف طبقات میں ایک طرف سے شفقت و رحمت اور دوسری طرف سے ادب و احترام کا مضبوط پل باندھ کر ایک لڑی میں پرو دیا۔ جن لوگوں کو زندگی کی جدّ و جہد میں دوسروں سے آگے نکلنے کا موقعہ میسّر آجاتا ہے اُن کے لئے حکم ہے کہ وہ پیچھے رہنے والوں کے ساتھ جب تک کہ وہ پیچھے ہیں شفقت و رحم کا سلوک کریں۔ اور جو لوگ پیچھے رہ جاتے ہیں ان کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ آگے نکل جانے والوں کے ساتھ جب تک کہ وہ آگے ہیں واجبی ادب و احترام سے پیش آئیں۔

(باقی صفحہ ۴ پر)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دلداری

دلداری اور غریب نوازی کا ایک واقعہ بہت پیارا اور نہایت ایمان افروز ہے۔ منشی ظفر احمد صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مغرب کی نماز کے بعد مسجد مبارک قادیان کی اوپر کی چھت پر چند مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کے انتظار میں تشریف فرما تھے۔ اُس وقت ایک احمدی دوست میاں نظام دین صاحب ساکن لدھیانہ جو بہت غریب آدمی تھے اور اُن کے کپڑے بھی پھٹے پُرانے تھے حضور سے چار پانچ آدمیوں کے فاصلہ پر بیٹھے تھے۔ اتنے میں چند معزز مہمان آکر حضور کے قریب بیٹھتے گئے اور اُن کی وجہ سے ہر دفعہ میاں نظام دین کو پرے ہٹنا پڑتا حتیٰ کہ وہ ہٹتے ہٹتے جوتیوں کی جگہ پر پہنچ گئے۔ اتنے میں کھانا آیا تو حضور نے جو یہ سارا نظارہ دیکھ رہے تھے ایک سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں اُٹھالیں اور میاں نظام دین سے مخاطب ہو کر فرمایا "آؤ میاں نظام دین ہم اور آپ اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں"۔ یہ فرما کر حضور مسجد کے ساتھ والی کوٹھڑی میں تشریف لے گئے اور حضورؑ نے اور میاں نظام دین نے کوٹھڑی کے اندر اکٹھے بیٹھ کر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا۔ اُس وقت میاں نظام دین خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے اور جو لوگ میاں نظام دین کو عملاً پرے دھکیل کر حضرت مسیح موعود کے قریب بیٹھ گئے تھے وہ شرم سے کٹے جاتے تھے۔

اس لطیف روایت سے تکبر اور نخوت کے خلاف اور دلداری اور مساوات اور اخوت اور غریب نوازی کے حق میں جو عظیم الشان سبق حاصل ہوتا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کمال دانائی سے یہ سبق اپنے قول سے نہیں بلکہ اپنے عمل سے دیا جو قول کی نسبت ہمیشہ زیادہ اثر رکھتا ہے۔ آپ کی غریب نواز آنکھ نے دیکھا کہ ایک خستہ حال دریدہ لباس مہمان کو آہستہ آہستہ نام نہاد "بڑے لوگوں" نے دانستہ یا نادانستہ جوتیوں کی طرف دھکیل دیا ہے تو اس غیر اسلامی نظارے سے آپ کے دل کو سخت چوٹ لگی اور اس غریب شخص کے جذبات کا خیال کر کے آپ کا دل بے چین ہو گیا اور آپ نے فوراً سالن کا پیالہ اور روٹیاں اُٹھائیں اور اس

مہمان کو ساتھ لے کر قریب کے حجرے میں تشریف لے گئے اور وہاں اس کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ بے شک جس شخص کو خدا نے دنیا میں عزت دی ہے ہمارا فرض ہے کہ عام حالات میں اس کے ظاہری اکرام کا خیال رکھیں لیکن یہ اکرام ایسے رنگ میں نہیں ہونا چاہیئے کہ جس میں کسی غریب شخص کی تذلیل یا دل شکنی کا پہلو پیدا ہو۔ قرآن مجید کا یہ ارشاد کتنا پیارا اور مساوات کی تعلیم سے کتنا لبریز ہے کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (سورۃ حجرات آیت ۱۴) "یعنی اے مسلمانو! خدا کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز شخص وہی ہے جو زیادہ متقی اور زیادہ نیک ہے" کاش ہماری جماعت اس ارشاد کو اپنا طرۂ امتیاز بنائے اور دنیا میں حقیقی اخوت اور مساوات کا نمونہ قائم کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیث میں اپنی اُمت کے غریبوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ اگر نیکی پر قائم ہوں گے تو امیروں کی نسبت پانچ سَو سال پہلے جنت میں جائیں گے (ترمذی ابواب الزہد) یہ ایک استعارے کا کلام ہے جس سے ظاہری غریب اور دل کے غریب دونوں مراد ہیں۔ اور پانچ سَو سال سے ایک لمبا عرصہ مراد ہے جس کی اصل حقیقت کو صرف خدا جانتا ہے کیونکہ آخرت کی زندگی میں دُنیا کے سالوں کے مطابق شمار نہیں ہوگا۔ وہاں کے وقت کا پیمانہ دنیا کے وقت کے پیمانے سے بہت مختلف ہے۔ مگر بہرحال اس حدیث سے ثابت ہے کہ ہمارے آسمانی آقا کو غریب پروری اور غریب نوازی بہت مرغوب ہے اور حضرت مسیح موعود میں یہ صفت بہت نمایاں طور پر پائی جاتی تھی۔

طبقاتی کشمکش کا علاج (بقیہ صہ ۲)

اس زرّیں ہدایت کے ذریعہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے سوسائٹی کے مختلف طبقات کے درمیان ناواجب کشمکش کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اس تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔ اگر کسی شخص کو کسی وجہ سے کوئی طاقت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ تکبّر میں مبتلا ہو کر اپنے سے نیچے کے لوگوں کو کچل دینے کا متمنّی ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص زندگی کی دَوڑ میں کسی وجہ سے پیچھے رہ جاتا ہے تو وہ حسد میں جل کر آگے نکل جانے والوں کو نیچے گرانے اور تباہ کرنے کے درپے ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں قسم کے لوگ اسلام کی منصفانہ تعلیم سے کوسوں دُور ہیں۔

(چالیس جواہر پارے صہ ۶۲)

محترم جناب نسیم سیفی صاحب

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

رُوح کا ہر لمحہ مرہونِ کرم — رونق کون و مکاں نقشِ قدم

قلب صافی میں جھلک انوار کی — تیری یادوں سے مزیّن چشمِ نم

لالہ و گُل سے بہاروں کا وجود — زندگی ! تیری مسیحائی کا دم

ہر کس و ناکس کو تیرا التفات — سلسبیل و کوثر و خلدِ ارم

جنّ و انس کو مِلا تجھ سے شرف — تُو نے رکھا آدمیّت کا بھرم

اہلِ ایماں ہیں قطار اندر قطار — اُڑ رہا ہے تیری عظمت کا عَلَم

تیری ہر اک بات ہے شہد و شکر — ہر اشارہ رہبرِ راہِ صنم

ہر زبانِ شکر ہے محوِ درود — ہر گھڑی لحظہ بہ لحظہ، دم بدم

پا کے حق سے رتبۂ خیرِ رُسل — تُو نے ہم کو کر دیا خیرِ اُمم

بس گیا دل میں ترا دینِ متین — ہے غمِ عقبیٰ نہ اب دُنیا کا غم

خوب فرمایا مسیحِ پاکؑ نے — "ہر کہ در راہ محمدؐ زد قدم

شُد مثیلِ انبیاء آں محترم"

خطبۂ افتتاحیہ

(از مکرم و محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی انیسویں تربیتی کلاس کا افتتاح سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر مکرم و محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل نے ۲۶ رمئی ۱۹۷۲ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر ایوانِ محمود میں فرمایا۔ آپ کی تقریر کا متن درج ذیل ہے :-

کسی تربیتی کلاس کا افتتاح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ہوا کرتا ہے۔ بلکہ ہر اہم کام کی ابتدا اور اس کا افتتاح اسی کلمہ مبارکہ سے ہوتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَأْ بِسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَبْتَرُ۔ جو اہم کام اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔ کاموں میں برکت کے لئے ضروری ہے کہ اُن میں اللہ کا نام لیا جائے اور اللہ کے نام سے ان کا آغاز اور افتتاح کیا جائے۔ پس جہاں تک کلاس کے افتتاح کا سوال ہے وہ تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنے کے ساتھ اور اس دعا کے ساتھ ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اِس تربیتی کلاس کو بابرکت بنائے ـــــ اس میں شامل ہونے والوں کو اپنے فیوض اور برکات سے متمتع فرمائے اور اس میں کام کرنے والے لوگوں کو خلوص کے ساتھ دین کی خدمت اور بچوں کی تربیت کی توفیق بخشے۔

قرآن مجید شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ہے

قرآن مجید کا نزول اللہ تعالیٰ نے شفاءٌ للنّاس کیا ہے اور نازل فرمایا ہے۔ شفاءٌ للنّاس کے معنے یہ ہیں کہ قرآن مجید سب لوگوں کی امراض روحانیہ کا علاج ہے۔ ان کی دینی، دنیاوی بیماریوں کا اس میں مداوا مذکور ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جس وقت قرآن کریم نازل ہوا عرب کی قوم سب سے ابتر حالت میں تھی۔ اس کے اِرد گرد جو بڑی سلطنتیں تھیں، قیصر و کسریٰ کی، وہ عربوں کو اس قدر بھی قابلِ اعتناء نہ سمجھتی تھیں کہ اُنہیں اپنی حکمرانی میں لیں، ان کو اپنا محکوم بنائیں۔ اخلاقی طور پر اور اعمال کے لحاظ سے عرب لوگ نہایت پستی میں گرے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خود شہادت دی ہے ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ کہ اُس وقت ہر قسم کی خرابی عربوں میں موجود تھی خشکی اور تری میں فساد برپا ہو چکا تھا۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید

نازل فرمایا اور قرآن مجید کو شفاءٌ لِلنّاس قرار دیا۔ عرب لوگوں کو یہ پیغام دیا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری بیماریاں دُور ہو جائیں، تمہاری مشکلات حل ہو جائیں اور تم دنیا کی قوموں میں باوقار قوم سمجھے جاؤ تو آؤ قرآن مجید پر عمل کرو، اس کو پڑھو پڑھاؤ اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو بناؤ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم دنیا میں باوقار قوم بن جاؤ گے۔ چنانچہ واقعہ یہ ہے کہ عرب جیسی اجڈ اور پسماندہ قوم نے جب قرآن مجید کے ساتھ وابستگی پیدا کی، قرآن مجید کو پڑھا، اس کے مطابق اپنی زندگی بنائی تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عرب لوگ جو بکریوں اور اونٹوں کے چرواہے تھے وہ انسانوں کے ہادی اور رہنما بن گئے۔ وہ جو خود گمراہ تھے اور بُت پرست تھے، وہ دُنیا کے لئے ہادی اور رہنما بن گئے اور دُنیا کی قوموں کو تعلیم دین سکھانے کا باعث بنے، اسلام کا پیغام لیکر اکناف عالم میں پھیل گئے اور دنیا کو دعوتِ دین دینے لگے۔ یہ عظیم انقلاب قرآن مجید کے ذریعہ سے ہوا ہے۔ یہ ایک نسخہ کیمیا ہے جس پر عمل کرنے سے انسان خدا کے قرب کو پاتا ہے، اپنے معاشرے کو درست کرتا ہے، اپنی قومی اور اخلاقی بیماریوں کو دُور کرتا ہے اور دنیا میں بھی عزت پاتا ہے اور آخرت میں بھی سرخرو ہوتا ہے۔ حالی نے کیا خوب کہا تھا ؎

اتر کر حرا سے سُوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

قرآن مجید سے وابستگی ترقی کا ذریعہ ہے

قرآن مجید میں خبر دی گئی ہے کہ مسلمانوں پر بھی ایک دَور ایسا آنے والا ہے جب وہ قرآن مجید پر عمل کو ترک کر دیں گے۔ اُن کی توجہ دنیوی علوم کی طرف، دنیوی باتوں کی طرف اور دنیوی زندگی کی طرف ہو جائے گی اور وہ قرآن مجید سے بے بہرہ ہو جائیں گے۔ اسی موقع کے متعلق قرآن مجید کی یہ آیت ہے جس میں اللہ نے فرمایا۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۔ (الفرقان : ۳۱) رسول نے اللہ کی بارگاہ میں شکایت کی کہ اے اللہ! میری اس قوم نے قرآن مجید کو چھوڑ دیا ہے۔

ایک معنی تو اس آیت کریمہ کے یہ ہیں کہ (قریش سنے) مکہ کے منکروں نے قرآن مجید کو قبول نہیں کیا۔ دوسرے معنے اس آیت کے یہ ہیں کہ وہ لوگ جو مسلمان بن جائیں گے اُن کے بعد بہت سی نسلیں آئندہ جا کر قرآن مجید کے ساتھ یہ سلوک کریں گی کہ وہ کتاب مہجور کی حیثیت میں ہو جائے گا۔ اللہ کے رسول نے مسلمانوں کو خوشخبری دی تھی کہ اگر تم قرآن مجید سے وابستگی اختیار کرو گے اور اس کو اپناؤ گے، اس کو پڑھو گے اور پڑھاؤ گے تو اللہ تمہیں شان اور

عظمت بخشے گا۔ حدیث نبوی میں ہے ۔ حضورؐ نے فرمایا :-

اللہ تعالیٰ اِس قرآن کے ذریعہ سے بہت سی قوموں کو جو قرآن پر عمل کرنے والی ہیں عزّت بخشے گا اور بہت سی قوموں کو جو قرآن مجید سے بے دلی اور بے عملی اختیار کرتی ہیں ذلیل کر دیگا۔

مسلمانوں کی عزّت و رفعت کا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو قرار دیا ہے ۔ آخری زمانہ میں یہ خبر دی گئی تھی کہ دجالی طاقتیں مسلمانوں کو اور تمام دنیا کو گمراہ کرنے کے لئے چار اکنافِ عالم میں پھیل جائیں گی۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ہم اس کا کس طرح سے مقابلہ کریں؟ حضورؐ نے فرمایا وَالْقُوَّةُ عَلَيْهِ يَوْمَئِذٍ بِالْقُرْآنِ ۔ دجال کے مقابل پر اُس وقت طاقت کا ذریعہ قرآن مجید ہوگا۔ قرآن مجید اوّلین کے لئے بھی ہادی اور رہنما ہے، شفاء ہے اُن کی امراض کا۔ اور آخرین کے لئے بھی قرآن مجید ہی ذریعہ نجات اور کامیابی ہے ۔ ہر فلاح کے پانے کا طریق قرآن مجید کے ساتھ وابستگی ہے۔ مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن مجید کو پڑھیں، اس کو پڑھائیں اور اس کو دنیا میں پھیلائیں۔

جماعت احمدیہ کا طغرائے امتیاز

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں آکر یہ پیغام دیا کہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے، اُس کی وحی جاری ہے، اُس کا الہام باقی اور دائم ہے، اُس سے مکالمہ کا راستہ بند نہیں ہوگیا، جس طرح وہ پہلے لوگوں سے پیار کرتا تھا آج بھی پیار کرتا ہے کیونکہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے ـــــ آپؑ نے دوسرا پیغام یہ دیا کہ ہمارا رسولؐ زندہ رسول ہے۔ رسول بہت سے آئے ہیں، رُوحانی طور پر ہم انکی زندگی کے قائل ہیں۔ لیکن بلحاظ فیض رسانی کے اگر کوئی رسول زندہ ہے تو وہ صرف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپؑ نے فرمایا، ہمارا رسول زندہ رسول ہے۔ پھر آپ نے فرمایا ہماری کتاب ہماری شریعت ـــــ قرآن مجید ـــــ زندہ کتاب ہے۔ اس کو طاقِ نسیان پر رکھنے کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ بلکہ اللہ نے اس کو اسلئے نازل کیا تاکہ اس کو پڑھ کر ہم روحانی زندگی، روحانی قوّت اور اخلاقی اور روحانی ترقی حاصل کریں۔ اللہ نے قرآن مجید کو ایک زندہ کتاب کی حیثیت میں دنیا میں قائم رکھا ہے۔ اللہ کا وعدہ ہے إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۔ ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ حفاظت اُسی چیز کی کی جاتی ہے جو کارآمد اور مفید ہوتی ہے۔ قرآن مجید ہمیشہ کے لئے قائم رہنے والی شریعت ہے۔ حضرت مسیح پاک

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احمدیت کے یہ تین نعرے مقرر فرمائے :-

۱۔ ہمارا خدا زندہ خدا ہے۔

۲۔ ہمارا رسول زندہ رسول ہے۔

۳۔ ہماری کتاب زندہ کتاب ہے۔

یہ تینوں نعرے احمدیت کا طغرائے امتیاز ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو جو بہت سی تعلیمات دی ہیں اُن میں بنیادی تعلیم یہ ہے کشتی نوح میں حضور تحریر فرماتے ہیں :-

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوعِ انسان کے لئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

"سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اُس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اُس کے غیر کو اُس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا تم آسمان پر نجات یافتہ لکھے جاؤ۔"

احمدیت کا یہ طغرائے امتیاز ہے کہ قرآن مجید کو عزت دی جائے اور قرآن مجید کو عزت دینے والے آسمانوں پر عزت پائیں گے۔ قرآن مجید کو ہر چیز پر مقدم رکھا جائے، اس کی پیروی کی جائے اور اس کو تمام چیزوں پر ترجیح حاصل ہو۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ ہے۔ آیت کریمہ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد اور آپ کا ظہور درحقیقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیضان اور آپ کی برکات کا ظہور ہے اسلئے آپ کی آمد اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے لئے ہے اور آپ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ دنیا میں اسلام کو پھر وہ کھوئی ہوئی عزت دینا چاہتا ہے اور اسلام کی وہ شان قائم کرنا چاہتا ہے جو کہ پہلے زمانہ میں قائم ہوئی تھی بلکہ اشاعت کے لحاظ سے تو یہ زمانہ پہلے زمانہ سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ نے خود فرمایا ھُوَ الَّذِی

اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ـــ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کامل ہدایت اور یہ دینِ حق اسلئے نازل فرمایا ہے تاکہ یہ دین تمام ادیان پر غالب ہو جائے اور یہ ہدایت ساری ہدایتوں پر غالب آجائے ۔ تمام مفسّرین کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی ـــ حضور علیہ السلام کے متعلق یہ خبر درحقیقت امام مہدی اور مسیح موعود کے ذریعہ سے پوری ہونے والی تھی اور اُنہی کے آنے کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کی بعثتِ ثانیہ مقدر فرمائی اور یہ موقع پیدا کیا کہ اسلام دُنیا میں غالب آئے اور اسلام کی نشاۃِ ثانیہ ہو اور مسلمانوں کو پھر اللہ تعالیٰ کھوئی ہوئی عظمت عطا کرے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا الہام ہے "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منارِ بلند تر محکم افتاد"۔ وقت آگیا کہ تم خوشی سے چلو ۔ وقت آگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِس وقت ایسی صورت پیدا کرنے والا ہے کہ مسلمانوں کے قدم نہایت مضبوط منار پر قائم ہو جائیں گے، اُن کی کھوئی ہوئی عزت حاصل ہوگی، وہ دنیا میں عظمت حاصل کریں گے مگر اس کا طریق یہ ہے کہ وہ قرآن مجید کو اپنائیں ۔ قرآن مجید کی تبلیغ کریں اور قرآن مجید کو دنیا میں پھیلائیں ۔ خود اُس پر عمل پیرا ہوں اور دوسروں کو اس پر عمل کرنے کی تلقین کریں ۔

احادیث میں یہ خبر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مشرق کی طرف سے ایک نہایت ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ظاہر فرمایا ۔ حضورؐ نے فرمایا مجھے مشرق سے نہایت خوشبودار ٹھنڈی ہوا آرہی ہے ۔ اس سے یہی مراد تھی کہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ ان مشرقی ممالک میں جن میں ہندوستان اور پاکستان ہیں ہونے والی ہے ۔ ہماری جماعت تو مسیح موعود علیہ السلام کو مانتی ہے اسلئے اس کا تو بہرحال یہی عقیدہ ہے لیکن دوسرے لوگ بھی جو آپؑ کو ماننے والے نہیں وہ بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اِس آخری دَور میں اسلام کی اشاعت کا مرکز اور اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا مقام یہی سرزمین ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے ہیں ۔ چنانچہ رسالہ طلوعِ اسلام شمارہ اپریل ۱۹۵۴ء میں یہ الفاظ لکھے ہیں ۔ ایک روایت میں ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ہندوستان کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا آرہی ہے ۔ ایڈیٹر لکھتے ہیں سند کے اعتبار سے اس روایت کا پایہ کچھ ہی ہو لیکن واقعات اس کی شہادت دیتے ہیں کہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے فکری سرچشمہ ہونے کی شہادت اس خطہ کے حصّہ میں نظر آتی ہے جسے اب پاکستان اور ہندوستان کہتے ہیں"۔

عالَمِ اسلام میں یہ آواز سب سے پہلے اسی خطّہ سے اُٹھی کہ مسلمانوں کی زندگی کا فکری اور اجتماعی

مرکز قرآن ہی ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
اس سرزمین میں وہ پہلے وجود باجود ہیں جنہوں نے
یہ اعلان فرمایا کہ مسلمانوں کی تمام بیماریوں کا علاج
یہ ہے کہ وہ رجوع الی القرآن کریں، قرآن کی طرف
جھکیں، قرآن کو سب پر مقدم کریں، قرآن مجید
کو عزت دیں، پھر حدیث اور ہر قول پر قرآن مجید
کو ترجیح دیں۔ جب یہ صورت پیدا ہو جائیگی
تب مسلمانوں کے لئے کھوئی ہوئی عزت اور عظمت
حاصل ہو جائے گی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے جو اعلان فرمایا اس کو دنیا ماننے پر مجبور
ہے۔ ہمارا علاقہ اور یہ ملک اور یہ حصہ سرزمین
اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق اسلام کی نشأۃ ثانیہ
کا ذریعہ ہے اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ از خود
تو نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے تو آخَرِینَ مِنْهُمْ
کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت
ضروری ہے۔ پس لوگ مانیں نہ مانیں مگر وقت
آتا ہے کہ انہیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت
بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ در حقیقت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض اور آپؐ کی برکات
کو لے کر آپؐ ہی کے نور کو دنیا میں جلوہ گر کرنے
کے لئے آئے تھے۔ اور آپؐ کی زندگی کا مقصد
یہی تھا کہ دنیا میں قرآن مجید کی اشاعت ہو،
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دنیا میں
عزت اور عظمت قائم ہو جائے اور اسلام کا
جھنڈا ساری دنیا میں بلند ہو۔ یہی وہ عظیم مقصد
ہے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام
مبعوث ہوئے ہیں اور یہی وہ عظیم مقصد ہے
جس کے لئے ہم سب کوشاں ہیں یا ہم کو کوشاں
رہنا چاہیئے۔ کیونکہ انسانی زندگی کا مقصد مفید
مقصد ہونا چاہیئے۔ کھانا پینا اور دن رات بسر
کر جانا یہ تو جانور بھی کرتے ہیں۔ انسان میں اور
حیوان میں یہی فرق ہے کہ انسانی زندگی کا ایک مفید
نصب العین ہوتا ہے۔ حیوانات کو یہ مقصد حاصل
نہیں ہے۔ انسان کو اللہ نے اشرف المخلوقات
بنایا ہے تا کہ وہ اپنی زندگی کو کارناموں سے مفید
بنائے اور جس غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو
پیدا کیا ہے کہ وہ خدا کا عبد بن جائے۔ اس
کے لئے وہ جدوجہد کرے اور کوشش کرے۔
اس کوشش کا نقطۂ مرکزی قرآن مجید ہے۔

مرکز میں آکر دین سیکھنے کا قرآنی ارشاد

مرکز سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ
انتظام بار بار کیا جاتا ہے کہ مختلف جماعتوں کے
لوگ آئیں۔ نوجوان آئیں، بوڑھے آئیں، مرد بھی
آئیں، عورتیں بھی آئیں تا کہ وہ آکر مرکز سلسلہ سے
وہ شیریں دودھ حاصل کریں جو اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ
نے مسیح پاک علیہ السلام کے ذریعہ سے نازل فرمایا
ہے۔

آیت کریمہ جو میں نے شروع میں تلاوت
کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا کَانَ

الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً۔ سارے مومنوں کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ سارے کے سارے مرکزِ اسلام میں جمع ہو جائیں۔ کاروبار کرتے ہیں، اپنے اپنے فرائض کو ادا کرنا ہے۔ دنیوی معیشت کے لئے بھی سامان کرنے ہیں۔ فرمایا جب سب نہیں آسکتے تو پھر کیا علاج ہے۔ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ فرمایا کہ پھر یوں چاہیئے کہ ہر گروہ اور ہر جماعت میں سے کچھ نمائندے آئیں اور آکر مرکزِ سلسلہ میں کچھ عرصہ قیام کریں۔ غرض ان کے قیام کی کیا ہو؟ لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْا إِلَيْهِمْ (التوبہ: ۱۲۲) تاکہ وہ اس عرصۂ قیام میں دین کے اندر مہارت حاصل کریں، دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس جاکر اپنی قوم کے لوگوں کو ہوشیار و بیدار کریں۔

آپ حضرات کے یہاں آنے کی غرض قرآن مجید نے خود بیان فرما دی ہے۔ آپ کا آنا اسلئے ہے کہ لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ تاکہ آپ دین کی سمجھ اور دین کا علم حاصل کریں۔ دین سے مراد دینِ اسلام ہے اور اس کی سمجھ اور اس کی فقہ اور تفقہ قرآن مجید ہے۔ آپ حضرات کے مرکزِ سلسلہ ربوہ میں آنے کی غرض و غایت یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کو سیکھیں اور گھر واپس جاکر اپنے بھائیوں کو، اپنی بہنوں کو اور اپنے علاقہ کے لوگوں کو خدا تعالےٰ کی اُن باتوں کو سُنا کر بیدار اور ہوشیار کریں۔

اگر یہ دو غرضیں آپ پُوری کر لیتے ہیں تو آپ کا آنا صد مبارک ہے اور اگر آپ ان دو سے غافل ہوتے ہیں تو وقت کا ضیاع ہے، روپیہ کا ضیاع ہے اسلئے آپ توجہ کے ساتھ جو سارا وقت مرکزِ سلسلہ میں رہیں چھوٹے بھی اور بڑے بھی، دیہاتی بھی اور شہری بھی، وہ سارے کے سارے یہ اہتمام کریں کہ ہمیں اللہ کے رسول نے بُلایا ہے۔ ہمارے آنے کا مقصد قرآن مجید میں مذکور ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ ہم دین کی باتوں کو سیکھیں اور گھر جاکر وہ باتیں دوسروں کو سکھائیں، دوسروں کو بیدار اور چوکس کریں۔ خدا کا پیغام دُنیا کے کناروں تک پہنچائیں کیونکہ نبی اور مرکزِ سلسلہ میں رہنے والے خود بخود ہر جگہ نہیں پہنچ سکتے۔ اُن کے اعضاء اور جوارح آپ لوگ ہیں۔ آپ اپنے اپنے علاقوں میں جاکر دین کی وہ باتیں جو آپ نے یہاں سیکھی ہوں وہ دوسروں تک جاکر پہنچائیں۔

چار نصب العین

آخر میں مَیں آپ کے لئے چار ہدایتیں از روئے قرآن مجید لکھ کر لایا ہوں۔

۱۔ اللہ قرآن پاک میں فرماتے ہیں اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (سورہ محمدؐ) کیا یہ لوگ قرآن پر تدبّر نہیں کرتے اسوچتے

نہیں، یونہی اُس پر سے گزر جاتے ہیں۔ لفظوں کو پڑھتے ہیں اور معنی پر غور نہیں کرتے یا لفظوں کا ترجمہ پڑھتے ہیں لیکن اُن کی حقیقت اور گہرائی تک جانے کی کوشش نہیں کرتے۔ اسلئے یہ لوگ ہدایت سے محروم ہیں۔ اگر یہ لوگ تدبر کریں، کلام الٰہی کو پڑھتے وقت صحیح طور پر اُس پر غور کریں تو یقیناً وہ کامیاب ہو سکتے ہیں۔ آپ حضرات جو یہاں آئے ہیں تو اپنا پہلا نصب العین یہ قرار دیں کہ ہم نے یہاں رہتے ہوئے دین سیکھنا ہے اور دین سیکھنے کا طریق یہ ہے کہ جو باتیں ہمیں سکھائی جائیں۔ قرآن مجید کے جو حصے پڑھائے جائیں، دین کی جو باتیں بتلائی جائیں۔ ہم نے اُن پر تدبر کرنا ہے، غور کرنا ہے، سوچنا ہے۔ بعض دفعہ انسان بے سوچے سمجھے بہت سی باتیں کر جاتا ہے مگر اُس سے اسے فائدہ نہیں پہنچتا۔

۲۔ دوسری بات بطور ہدایت کے قرآن مجید سے جو مَیں نے اخذ کی ہے وہ یہ کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ لوگ جو یہاں آیا کریں لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ۔ دین کے بارے میں سوچیں، علم قرآن سیکھنے کا اُن کا مقصد ہو۔ اور وہ مقصد یہ ہے کہ وہ پیغام الٰہی کو لوگوں تک پہنچائیں۔ آپ لوگ سیکھیں۔ یہاں دو ہفتے، تین ہفتے جو آپ کا پروگرام ہے اس میں دینی باتیں سیکھیں اور نیت یہ رکھیں کہ ہم نے یہ باتیں جا کر دوسروں کو پہنچانی ہیں۔ جب آپ اس نیت سے پڑھیں گے کہ ہم نے یہ باتیں دوسروں تک پہنچانی ہیں تو آپ بڑی توجہ کے ساتھ پڑھیں گے اور ان چیزوں کو اچھی طرح اخذ کریں گے اور اُن کا فائدہ آپ کی رُوح کو اور آپ کے دماغ کو پہنچے گا۔

۳۔ تیسری بات میں یہ آپ سے کہنی چاہتا ہوں کہ بعض دفعہ بچے خصوصاً نوجوان وقت کی قدر نہیں کرتے اور بعض ایسی حرکات کرتے ہیں جن کے نتیجہ میں علم میں روک پیدا ہو جاتی ہے۔ استادوں سے لڑنا، جھگڑنا اور نظام کی نافرمانی کرنا، اور اس کے اندر رخنے پیدا کرنا، یہ ساری باتیں علم سے محرومی کی علامت بن جاتی ہیں۔ اللہ نے فرمایا ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ۔ تم تقویٰ اختیار کرو، اللہ خود تمہیں علم سکھائے گا۔ تقویٰ کی زندگی کے ساتھ علم ملتا ہے۔ حضرت امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ مَیں نے اپنے استاد حضرت وکیعؒ کے پاس شکایت کی کہ میرے حافظے میں کچھ خرابی ہے۔ انہوں نے فرمایا

کہ گناہوں کو ترک کیا جائے کیونکہ علم اللہ کا نور ہے اور اللہ کا نور گنہگار کو نہیں دیا جاتا۔ تو اپنی زندگی کو جو یہاں کی ہے اس کو بھی اور جو گھروں میں جا کر صرف ہو گی پاکیزہ بناؤ۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم کے دروازے خود کھولے جائیں۔

۴۔ چوتھی اور آخری بات یہ ہے کہ علمِ قرآن اور علمِ دین سیکھنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ خدا کی رحمانیت کے ساتھ انسان وابستگی اختیار کرے۔ فرمایا اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ علم قرآن خدا کی صفتِ رحمانیت کے ساتھ حاصل ہوتا ہے۔ اللہ کے ذریعے سے علمِ قرآن ملتا ہے۔ لفظوں کا ترجمہ، اعراب کی صحت اور ترکیب، یہ باتیں اساتذہ بتا سکتے ہیں۔ لفظی ترجمہ کر سکتے ہیں۔ لیکن جو حقیقی علم قرآن مجید کا ہے وہ خود خدا بتاتا ہے۔ اور اس کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق یہ ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ اے رسول! تو بھی ہمیشہ یہ دعا کرتا رہ کہ اے میرے رب! میرے علم میں ترقی دے، میرے علم میں اضافہ کر۔ تو علم میں ترقی اور اضافہ ضروری ہے۔ اور اس کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے کہ انسان اپنی جدوجہد کے ساتھ، اپنی فکر کے ساتھ دعاؤں پر زور دے۔ اللہ کے آستانہ پر جھکا رہے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے علم لدنّی عطا فرمائے۔ رحمت کے دروازے، علوم کے دروازے انسان پر کھول دے اور پھر اسکے لئے کوئی مشکل نہ ہو۔ ہر وقت استاد انسان کے ساتھ نہیں ہے، ہر وقت کتابیں اس کے ساتھ نہیں ہیں۔ ایک ہی چیز ہر وقت اس کی مدد کر سکتی ہے وہ اللہ کی ذات ہے اسلئے دعاؤں پر زور دیا جائے۔ یہاں رہتے ہوئے دعائیں کریں اور واپس جائیں تب بھی دعائیں کریں اور یہ سمجھیں کہ یہ علم ہمارے غرور کا باعث نہ ہو۔ علم کے ساتھ ایک خرابی ہے، کبر پیدا ہو جاتا ہے۔ عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے عالم ہیں اور دوسرے ہمارے مقابل پر جاہل ہیں۔ اس کا نتیجہ محرومی ہوتا ہے لیکن جو علم دعاؤں کے ذریعہ سے حاصل کیا جاتا ہے وہ علم انسان کی روحانیت کا ذریعہ بنتا ہے اسلئے دعاؤں کے ذریعہ سے علم حاصل کرو۔ تاکہ علم تکبر کا موجب نہ ہو بلکہ علم تواضع اور فروتنی کا ذریعہ بنے

(باقی صفحہ [illegible] پر)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی
انیسویں (۱۹) سالانہ تربیتی کلاس

(از محترم لئیق احمد صاحب طاہر ناظم اعلیٰ)

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ مبارک میں خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی تربیتی کلاس کا آغاز ہوا تھا۔ یہ کلاس ابتداء میں ایک بیج کی حیثیت سے قائم ہوئی اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے بجٹ، نمائندگی مجالس اور تعداد طلبہ کے اعتبار سے دن بدن ترقی پذیر ہے۔ خدام دُور دراز مقامات سے زرِ کثیر صرف کرکے بصد شوق کلاس میں شرکت کرتے اور مرکزِ سلسلہ کی ہمہ نوع برکات سے مستفیض ہوتے ہیں۔

تربیتی اور تعلیمی اعتبار سے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی یہ سکیم بہت ہی بے نظیر اور خوش کن نتائج کی غمازی کر رہی ہے۔ طلبہ مجالس کی نمائندگی کرتے ہوئے یہاں آتے ہیں اور علمی اور تربیتی اعتبار سے ایک ٹھوس اور دیرپا اثر لے کر اپنی مجالس میں جاکر تعلیم و تدریس اور تربیت کے کاموں میں ایک مفید وجود کی حیثیت سے نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ تین سالوں میں جن خدام نے مرکزِ سلسلہ سے یہ تربیت حاصل کی اُن کی تعداد ۱۴۸۱ ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بار بار احباب جماعت کو اِس بارہ میں توجہ دلا چکے ہیں کہ جماعتوں کا مرکزِ سلسلہ سے مضبوط تعلق قائم ہونا چاہیئے۔ چنانچہ مجالس کی نمائندگی کے لئے تمام وسائل بروئے کار لائے گئے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے مثبت نتائج نکل رہے ہیں۔ الحمد للہ

گزشتہ چند سالوں میں مجالس خدام الاحمدیہ کی سالانہ تربیتی کلاس میں نمائندگی کا گراف حسب ذیل ہے:-

سال	مجالس	تعداد خدام
۱۹۶۶ء	۴۱	۱۱۳
۱۹۶۷ء	۳۰	۱۰۱

سال	مجالس	تعداد خدام
سنہ ۱۹۶۸ء	۷۰	۱۷۰
سنہ ۱۹۶۹ء	۱۷۰	۳۵۰
سنہ ۱۹۷۰ء	۱۳۹	۲۱۷
سنہ ۱۹۷۱ء	۱۸۸	۳۰۰
سنہ ۱۹۷۲ء	۲۷۰	۴۴۵

اس خاکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ جماعتی تنظیموں میں دن رات برکت پر برکت نازل کر رہا ہے۔ خاکسار اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مرکزِ سلسلہ کے معتمدین صیغہ جات متعلقہ ناظر و وکلاء صاحبان، مربیانِ کرام اور معلّمین کرام، پریذیڈنٹ صاحبان اور مراقبین صدر انجمن احمدیہ و تحریک جدید انجمن احمدیہ کا دلی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے دن رات محنت کر کے مجلس مرکزیہ سے تعاون فرمایا۔ خدا تعالےٰ سب کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین

خطبۂ افتتاحیہ (بقیہ صفحہ ۱۴)

اور جوں جوں انسان کو علم حاصل ہو توں توں اسکے اندر تقویٰ پیدا ہو۔ بس یہ چار باتیں طلبہ کے لئے قرآن مجید کی ہدایت کے مطابق مَیں نے عرض کر دی ہیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے نورِ علم سے نوازے اور ہم سب اس کے کرم اور فضل کو حاصل کرنے والے ہوں +

محترم میر محمود احمد صاحب ناصر
پروفیسر جامعہ احمدیہ

سیر میں خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا نظارہ

گزشتہ دنوں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ اہالیانِ ربوہ یعنی جملہ انصار، خدام اور اطفال جمعہ کے روز فجر کی نماز کے بعد دو گھنٹے کی سیر کریں۔ اور پھر اپنے مشاہدات قلمبند کریں۔ حضور نے اوّل، دوم اور سوم آنے والے صاحبان کے لئے انعام بھی مقرر فرمایا۔ چنانچہ ۱۲ر مئی ۱۹۷۲ء بروز جمعۃ المبارک اہلِ ربوہ نے صبح ساڑھے پانچ بجے سے ساڑھے سات بجے تک سیر کی اور اپنے تاثرات لکھ کر مجلسِ صحت کے سپرد کئے۔

مجلس کے فیصلہ کے مطابق محترم میر محمود احمد صاحب ناصر پروفیسر جامعہ احمدیہ اوّل، محترم مرزا محمد الدین صاحب ناز پروفیسر جامعہ احمدیہ دوم اور محترم انعام الحق صاحب کوثر متعلم جامعہ احمدیہ سوم — اور اطفال میں سے عزیزم رشید اللہ صاحب دارالصدر جنوبی اوّل قرار پائے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ مبارک سے ایک تقریب میں مذکورہ خوش قسمت افراد میں انعامات تقسیم فرمائے — ذیل میں ہم محترم میر محمود احمد صاحب ناصر کا اوّل قرار پانے والا مضمون ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں — (ادارہ)

خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا مشاہدہ بھی کئی پہلوؤں سے ہو سکتا ہے۔ اس سیر میں خاکسار نے جس پہلو کو زیادہ مدِّنظر رکھا اس کا ذکر قرآن شریف میں ان الفاظ میں ہے۔ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ۔ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔

اس آیت اور اس سے متعلقہ آیات میں قدرت کے جس پہلو پر زور دیا گیا ہے وہ حیوانی، نباتاتی اور جماداتی مظاہرِ قدرت میں تنوّع کی وسعت ہے۔

چونکہ مشاہدہ سیر کرتے ہوئے مقصود تھا اسلئے مجبوراً مشاہدہ کی گہرائی پر نسبتاً کم اور وسعت پر نسبتاً زیادہ زور دیا گیا اور مختلف قسم کے حیوانی، نباتاتی اور جماداتی اور انرجی

(emergency) سے تعلق رکھنے والے مظاہر قدرت کی تعداد اور وسعت پر نظر ڈالی گئی جن کی ساری تفصیل کا بیان تو مشکل ہے ایک مختصر خاکہ پیش کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

نباتات

(درخت)

درخت، پودے، بیلیں، پھول، پتے، پھل اور جڑوں کا وسیع پیمانہ پر مشاہدہ کیا گیا۔ مثلاً برگد، پیپل، شیشم، سرس، ولایتی کیکر، دیسی کیکر، بیری، آم، جامن، امرود، مالٹا، کنو، سنترہ، انجیر، کیلا، سیب، کھجور، گلگل، کھٹی، سفیدہ وغیرہ قسما قسم کے درخت دیکھے گئے۔

درخت سال کے مختلف اوقات میں مختلف کیفیت اور شکل رکھتے ہیں۔ اس مشاہدہ کو بھی تفصیل سے تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ بطور نمونہ چند درختوں کا ذکر کرتا ہوں۔

اس موسم میں سرس کے درخت کی عجیب کیفیت ہے جس میں ماضی اور مستقبل کا اجتماع ہے۔ ایک ہی درخت پر پرانی پھلیاں پک کر خشک ہو کر بڑی تعداد میں لٹکی ہوئی ہیں اور گرنے کے لئے تیار ہیں دوسری طرف اسی درخت پر ننھی ننھی ہلکے سبز رنگ کی پتیاں پھوٹ رہی ہیں۔ اس درخت پر نئے اور پرانے کا ایک دلچسپ اجتماع ہے۔ کیلے کے درخت پر کیلے کی پھلیاں لگ چکی ہیں مگر ابھی کچی ہیں۔ آم کا درخت چھوٹی چھوٹی امبیوں سے جو مرغی کے انڈے کے برابر ہیں لدا ہوا ہے اور بہت خوشنما معلوم ہوتا ہے۔ گلگل اور کھٹی کے پودے پر چھوٹا چھوٹا پھل ہے اور امرود کے درختوں پر پھل ختم ہونے کے بعد سفید رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھول ہیں۔ کیکر کی دونوں قسمیں پھلیوں سے لدی ہوئی ہیں سیب کے درخت چھوٹی قسم کے سبز رنگ کے سیبوں سے پٹے پڑے ہیں۔

(چھوٹے پودے)

بڑے درختوں کے علاوہ کئی قسم کے خودرو اور دوسرے چھوٹے پودے بھی مشاہدہ میں آئے مثلاً گلڈینہ جس پر ننھے ننھے پھولوں کے گچھے لگے ہوئے تھے۔ ہرمل کے پودے جن پر آجکل سفید پھول ہیں اور پک کر تیار ہوتے پر ان میں ایسے دانے لگتے ہیں جو آگ میں ڈالنے سے خوشبو پیدا کرتے ہیں۔ تلچھی کا پودا جس سے دریا کا سابقہ بیڈ بھرا ہوا تھا اور جس کو پٹھان کاٹ کر "بالن بالن" کرتے پھرتے ہیں۔ الیر کی باڑ بھی جگہ جگہ نظر آئی۔ گلاب کے پودے اور ایک جگہ سڑک کے کنارے باڑ کی طرح مسلسل گلاب کی جھاڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ اونٹ چارہ کا پودا کانٹوں والا جس پر چھوٹا سا نہایت خوبصورت سرخی مائل پھول تھا جس کے متعلق معلوم ہوا کہ قبض کا بہترین علاج ہے۔ اس سیر میں سن کا پودا نئی

چیز تھا۔ اس پر نہایت ہی خوبصورت زرد رنگ کے پھول تھے۔ آک کا پودا اس علاقہ میں عام ہے۔

زمین کے ساتھ لگے ہوئے پودوں میں ایک چیز جو خاص دلچسپی کا موجب بنی چھوٹے چھوٹے خوشنما زرد رنگ کے پھول تھے جو زمین کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ ان میں لطف کی بات یہ تھی کہ بہت سے ایسے پھول جو بظاہر الگ الگ نظر آتے تھے دراصل ایک ہی جال کی طرح پھیلی ہوئی بیل کے ساتھ لگے ہوئے تھے مگر بیل مٹی کے نیچے چھپی ہوئی تھی۔ ذرا مٹی اٹھاؤ تو تاروں کی طرح ایک پورا لمبا چوڑا جال اکھڑا آتا تھا۔

(کھیت و فصلیں)

اس سیر میں کھیتوں اور فصلوں کو زیادہ غور کے ساتھ دیکھنے کا موقعہ ملا جس طرف ہم گئے تھے وہاں عموماً گندم کی کٹائی تو ہو چکی تھی۔ گندم کے علاوہ جو فصلیں اپنی نشو و نما کے مختلف مراحل میں سے گزرتی ہوئی دیکھی گئیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔ کدو، کریلا، تربوز، خربوزہ، ٹینڈے، روال، پیاز، تمباکو، مرچ، بھنڈی۔ علاوہ ازیں کپاس جس کے پودے ابھی چھوٹے تھے اور جوار، مکئی، لوسرن، برسیم، کچھ تھوڑا سا گنا وغیرہ بھی دیکھے گئے۔ تمباکو کا ایک کھیت ایسا بھی تھا جو بیج کی تیاری کے لئے چھوڑا گیا تھا۔ اس کے اوپر کے حصہ پر سرخی و سفیدی ملے ہوئے پھول خوشنما بہار دے رہے تھے۔ ایک کسان کے کھیت نے میری توجہ کو خاص طور پر کھینچا جس نے اپنے کھیت میں عمدہ طریق سے "وٹ" بنا کر پیاز، تمباکو، بھنڈی وغیرہ دو چار چیزیں اکٹھی قرینہ سے لگائی ہوئی تھیں۔ ایک برسیم کے کھیت میں برسیم کے ساتھ "کاسنی" کے نیلے نیلے پھول خوش نما نظارہ پیش کر رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ گو جانور کاسنی کو شوق سے تو نہیں کھاتے کیونکہ شاید مزہ میں کچھ کڑواہٹ ہوتی ہے مگر دودھ کو بڑھانے کے لئے مفید ہے۔ روال کے پودے میں کہیں کہیں نہایت خوبصورت پیازی رنگ کے پھول پھوٹ رہے تھے۔

ان کے علاوہ بعض مفید جڑی بوٹیاں اور جھاڑیاں مشاہدہ میں آئیں جن میں ایک پرگھنٹی کی شکل کے دورنگے خوبصورت پھول تھے۔ پہلی کی طرح زراعت کے لئے بعض غیر مفید جھاڑیاں بھی نظر سے گزریں۔

حیوانی زندگی

اس سیر میں حیوانی زندگی میں خدا تعالیٰ کی قدرت کا تنوع بھی وجد آفرین تھا معروف جانور اونٹ، گائے، بیل، بھینس، گھوڑا، گدھا، بھیڑ بکری، کتا، مرغ کے علاوہ طرح طرح کے پرندے مثلاً فاختہ، نیل کنٹھ، طوطا، تیتری، ممولا، بٹیر، چڑی، چڑیا، سیڑھ، بابیل، بگلا،

کوا وغیرہ اور طرح طرح کے کیڑے جن کے نام بھی شاید اردو زبان میں موجود نہیں نظر آسے۔ معروف چڑیا کے علاوہ کئی طرز کی چڑیا ہمارے علاقہ میں پائی جاتی ہے جن کی تفصیل کا بیان شاید کیمرہ اور کچھ علم Zoology کا محتاج ہے۔

جمادات

(مٹی)

اگر ایک سیر مٹی کی مختلف اقسام کے مشاہدہ کے لئے لی جائے تو شاید وقت ختم ہو جائے اور کام پورا نہ ہو۔ موٹے طور پر مٹی کی چار اقسام مشاہدہ میں آئیں۔ ایک تو کلر کی وجہ سے پھولی ہوئی مٹی ہے جو زراعت کے لئے مفید نہیں۔ دوسرے جس طرف ہم گئے وہاں دریا کا پرانا بیڈ تھا اور اب بھی جب سیلاب آتا ہے تو پانی وہاں آجاتا ہے۔ اس جگہ "بھل" کی کثرت تھی جس کی ملاوٹ پھل دار درختوں کی افزائش کا موجب بنتی ہے۔ اس کی شکل اور رنگ کلر والی مٹی سے نمایاں مختلف تھا۔ تیسرے ایک قطعہ ہمیں ریت کا ملا جس کو دیکھ کر مجھے بائیبل کا یہ فقرہ یاد آیا "ریت کے چھپے ہوئے خزانے"۔ کہا جاتا ہے کہ اس فقرہ میں شیشہ کی صنعت کی طرف اشارہ ہے۔ جس صنعت کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ فلسطین میں ایک دفعہ ایک قافلہ ایک ندی کے کنارہ ریت پر رہا اور اس نے آگ جلائی اور اس کی گرمی سے شیشہ نما ٹکڑے بن گئے اور دنیا ایک عظیم صنعت سے پہلی دفعہ روشناس ہوئی۔ ان قافلہ والوں کو علم بھی نہیں ہوگا کہ ریت میں عنصر سلیکا (silica) ہوتا ہے جس سے شیشہ بنتا ہے۔

مٹی کی چوتھی قسم وہ عمدہ مٹی تھی جس میں اچھی فصل اور زراعت ہوتی ہے۔

(پتھر)

ربوہ کی پہاڑی پر جس کے ایک درّہ میں سے ہم گزرے میں نے متعدد پتھر مشاہدہ کئے موٹے طور پر چار قسم میں ان کو تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک خاصا سُرخی مائل پتھر ہے دوسرا خاصا سیاہی مائل ہے تیسرا ہلکا نیلا یا آسمانی قرار دیا جا سکتا ہے۔ چوتھا سفیدی مائل یا سلیٹی رنگ کا ہے۔

دریا کے پرانے بیڈ میں مجھے ایک سفید رنگ کا چھوٹا سا گھونگہ بھی ملا۔

آواز

مشاہدۂ قدرت کا ایک ذریعہ مختلف قسم کی آوازیں سُننا ہے جو ایک خوبصورت ساز کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس سیر میں آوازوں کے تنوع کی ایک دنیا آباد تھی۔ مختلف قسم کے پرندوں کی آواز کا اپنا رنگ تھا۔ صبح کے وقت

بعض درختوں پر چڑیوں کا جھرمٹ ایک عجیب ترنم پیدا کرتا ہے۔ بعض چھوٹے پرندے اپنی الگ آواز نکال رہے تھے۔ فاختہ کی کُو کُو دُور درختوں کے جھنڈ سے کئی دفعہ لطف آفریں ہوتی رہی۔ ربوہ کے درختوں پر گُل دُم جس کو عام طور پر ہمارے علاقہ میں بلبل کہا جاتا ہے (گو وہ اصلی ایرانی بلبل نہیں ہے) کی آواز تین سُروں پر مشتمل ہے۔ سیر کے دوران میں کئی قسم کی آوازوں کا مجموعہ کانوں کو متاثر کرتا تھا جس کا تجزیہ میں نے کرنے کی کوشش کی تو وہ پرندوں کی چہچہاہٹ مرغ کی بانگ، پکی سڑک پر موٹروں کی گھرگھراہٹ، مویشیوں کے ڈکارنے کی آواز وغیرہ پر مشتمل تھا۔

(ایک لطیف آواز)

ایک بڑی لطیف آواز ہوا کی تھی جو مختلف قسم کے درختوں میں سے گزرتی ہوئی مختلف آواز پیدا کرتی ہے۔

رنگ

اس سیر میں درختوں، جانوروں، پھولوں، جمادات وغیرہ کے رنگوں کا تنوع اس قسم کا تھا جو خدا کی قدرت یاد دلاتا تھا۔ ایک سبز رنگ کے ہی اتنے shade تھے کہ شاید عربی کے علاوہ کسی زبان میں ان کے نام نہیں ہوں گے۔ زرد رنگ کے دو پھولوں کا ذکر میں اُوپر کر چکا ہوں۔ کہنے کو دونوں زرد تھے دونوں خوبصورت تھے مگر دونوں کی زردی بھی حد درجہ مختلف تھی۔ اسی طرح سرخ رنگ کے اتنے متنوع shade نظر آتے کہ حیطۂ تحریر سے باہر ہیں۔ اگر کبھی صرف مختلف رنگوں کا جائزہ لینے کے لئے ایسی سیر کی جائے تو دامن سب کو سمیٹ نہ سکے۔ جامعہ میں جہاں سے ہم نے سیر شروع کی اور جہاں آ کر سیر ختم کی کنیر کے دو درخت قریب قریب کھڑے ہیں ایک ہی جیسے پتے ایک ہی جیسی ٹہنیاں ایک ہی طرز اور خدوخال۔ مگر ایک کے پھول بالکل دودھ کی طرح سفید اور دوسرے کے خوب تیز شوخ رنگ کے سرخ۔ یہ تقابل اور تشابہ عجیب لطف دیتا ہے اور مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ کا حسین منظر پیش کرتا ہے۔ اسی طرح ان درختوں کے قریب جو پوٹولاکا کے پھول لگے ہوئے ہیں۔ جو دھوپ کے ساتھ کھلتے اور دھوپ کے ہٹتے ہی بند ہو جاتے ہیں۔ ان میں رنگوں کا حسین تنوع ہے گندم کے پکے ہوئے کھیت کا سنہری رنگ، بگلے کی سفیدی، طوطے کی سبزی دیکھ کر انسان بے اختیار کہہ اٹھتا ہے ؎

دامانِ نگہ تنگ و حُسنِ گُل تو بسیار

سورج کی روشنی اور گرمی کی لہریں

اس سیر میں سورج ہمارے سر پر تھا۔ قدرت خداوندی کی یہ چمکتی ہوئی تجلی سَخَّرَ لَکُمُ الشَّمْسَ

کی آیت یاد دلاتی تھی۔ مَیں سوچ رہا تھا کہ ہائیڈروجن گیس کی ہیلیم گیس میں تبدیلی کا یہ عظیم کارخانہ جو لاکھوں لاکھ سال کے لئے خدا تعالیٰ کی قدرت نے ہم کمزور انسانوں کے لئے جاری کیا ہے۔ ایک محیّر العقول کرشمہ ہے۔ اس بات پر بھی سورج کا ہماری زمین سے فاصلہ جو قریباً نو کروڑ میل ہے کتنا مناسب ہے کیونکہ سائنس دان ہمیں بتاتے ہیں کہ اس فاصلہ میں اگر تھوڑی سی بھی کمی ہوتی تو انسانی زندگی کرۂ ارض پر جل کر خاک ہو جاتی اور اگر یہ فاصلہ ذرا بھی زیادہ ہو جاتا تو انسانی زندگی مرجھا کر ختم ہو جاتی۔

روشنی اور طاقت کی جو زبردست مقدار ہر لمحہ سورج سے زمین پر پڑ رہی ہے وہ اتنی زبردست ہے کہ زمین پر قوت کے سارے مآخذ بھی اس کے ہزارویں حصّہ کے برابر نہیں ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے نظامِ شمسی میں سورج کو روحانی نظام میں رُوح القدس کے وجود سے تشبیہہ دی ہے۔ جس طرح روحانی نظام رُوح القدس کے نور سے روشن ہے یہی حال ظاہری نظام میں سورج کا ہے۔ اس کی روشنی اپنے اندر جو آب و تاب، جو چمک دمک، جو نکھار رکھتی ہے اور ایک ہی دن میں طلوع و غروب وغیرہ اوقات میں سورج جو حُسن کے جلوے دکھاتا ہے وہ بصارت رکھنے والی آنکھ اور بصیرت رکھنے والے دل کے لئے سحر انگیز ہے۔

خوشبو

خدا تعالیٰ کی قدرت کی ایک لطیف تجلّی اُن طرح طرح کی خوشبوؤں میں محسوس ہوئی جو اس سَیر کے دَوران میں سونگھی گئی۔ ہر پھول، ہر پھل، ہر پتّہ، ہر کھیت اپنی ہلکی یا تیز خوشبو بکھیر رہا تھا اور کہیں کہیں بضدّہٖ تُعرف الاشیاء کے مطابق بدبو کا احساس خوشبو کی قدر کو بڑھاتا تھا۔

انسانی تنوّع

اِس سَیر کے دَوران میں ہم نے انسانوں کو بھی دیکھا جو خدا کی قدرت کا شاہکار ہیں۔ من النّاس مختلفٌ الوانہٗ کا نظارہ بھی نظر آیا۔ مختلف رنگ، شکل، قد، جسامت، لباس، پیشہ، عمر اور عقیدہ کے انسان مختلف لب و لہجہ اور زبان بولنے والے مختلف کاموں میں مصروف انسان نظر کے سامنے آئے اور چلے گئے۔ ان کی تفصیل ہی ایک پورے مضمون کی محتاج ہے۔

قدرتِ خداوندی کا ایک عجیب جلوہ

خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے ایک اَور نظارہ کے بیان پر مَیں یہ خاکہ ختم کرتا ہوں اور وہ عجیبہ قدرت ہم نے یہ دیکھی کہ ربوہ کے باشندے سینکڑوں کی تعداد میں ربوہ کے چاروں طرف اپنے

پیارے امام کے صرف ایک اشارہ پر نکل کر خدا کی قدرت کے نظارہ میں محو تھے۔ بوڑھے بھی اور جوان بھی، اور بچے بھی مختلف انداز اور مختلف عمر اور مختلف لباس اور مختلف تعلیم اور مختلف طرزِ فکر رکھنے والے۔ میں نے ستر سالہ بوڑھے بھی دیکھے، چھوٹے چھوٹے بچے بلکہ چند بچیاں بھی۔ وکیل، مبلغ استاد، دکاندار، طالب علم، مختلف مزاج اور طبیعتوں کے مالک خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کے حکم پر نہیں محض اشارہ پر اپنا کام، اپنا آرام، اپنا گھر چھوڑ کر میلوں میل چکر لگا رہے تھے۔ اُن میں میرے جیسے بھی تھے جو اپنے سارے ہفتہ کی نیند کی کمی جمعہ کے دن چھٹی کی وجہ سے صبح پوری کرتے ہیں۔ میں سوچتا ہوں کہ یہ بھی خدا کی قدرت کا ایک نظارہ تھا جو ہم نے دیکھا اس محبت کا ایک اظہار تھا جو خدا تعالیٰ نے خلافت کے ساتھ اس جماعت میں اور جماعت کے ساتھ خلافت کے دل میں پیدا کی ہے۔ الحمد للہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

خدا کی عظیم قدرتوں کی ایک نہایت ہلکی سی تجلی کا ایک نہایت ہی مختصر خاکہ پیش کیا گیا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے ؎

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارہ میں تماشا ہے تری چمکار کا
اور جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا ✣

مکرم حکیم سید عبدالہادی صاحب

مَن کی کھڑکی کھول

چھایا نگر میں پاپ کا بادل سادھو بھٹکے بہروپ　　آیا جگت میں کرشن مُراری بن کے احمد رُوپ

بچن سُنایا گیان کا اور دوا اک دیا انمول

مَن کی کھڑکی کھول رے سادھو مَن کی کھڑکی کھول

جگ سے پاپ مٹانے کو بھیجا نرانکار　　کیتک سادھو کرشن سے تجھے رہے انکار

جھوٹ مٹا سنسار سے اور ست بچن اب بول

مَن کی کھڑکی کھول رے سادھو مَن کی کھڑکی کھول

نرمل جل سے مَن کو سادھو پہلے اپنے دھو　　پاچھے جاکے گیان کا شبد سُنا سب کو

دیکھ نگر میں جاکے سادھو پھوٹا ہے سب ڈھول

مَن کی کھڑکی کھول رے سادھو مَن کی کھڑکی کھول

قَالُوا بَلٰی تُو رب سے کہکے آیا تھا سنسار　　بن نہ سادھو مُورکھ اب بھی مَن میں کچھ وچار

مالا لے تُو گیان کا اور ست کا لے کشکول

مَن کی کھڑکی کھول رے سادھو مَن کی کھڑکی کھول

پاپ کی نگری چھوڑ کے سادھو آ احمد کے دیس   بانٹت ہے یاں رب کا پیارا نام اب سندیس

سُن کے سادھو گیان بچن سے بھر لے تُو کچکول

مَن کی کھڑکی کھول رے سادھو مَن کی کھڑکی کھول

آ گیا پاکے گُرو کا سیوک یورپ دیس   جا کے بانٹا پریم سے امرت پھل سندیس

کھا لو اِسکو سارے مترو یہ پھل ہے انمول

مَن کی کھڑکی کھول رے سادھو مَن کی کھڑکی کھول

آیا ہمارا احمد پیارا بَن کے رُدر گنو پال   کنس کی صورت لیکھو آیا اور آیا دھرمپال

اس کنس کو مارا تیر دُعا نے احمد کی جے بول

مَن کی کھڑکی کھول رے سادھو مَن کی کھڑکی کھول

احمد مسیح مہدی آیا بن کے کرشن اوتار   سارے جگ کے دشٹوں مِل کے کیا انکار

جس کے کارن بھیّا سادھو دھرتی ڈانواں ڈول

مَن کی کھڑکی کھول رے سادھو مَن کی کھڑکی کھول

ہادی کہت پکار کے سُن لے سادھو آج   دُشٹ نگر میں اسلام کی رکھ لی جس نے لاج

وا کی چرن میں سیس نوا کے محمود کی جے بول

مَن کی کھڑکی کھول رے سادھو مَن کی کھڑکی کھول

ذکرِ حبیب

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۳۵۰ھ ش / ۱۹۷۱ء کے موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی محترم حکیم دین محمد صاحب نے ذیل کا مضمون خود تشریف لاکر پڑھ کر سنایا۔

(ادارہ)

آج کے اس مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کردار کے علاوہ چار پانچ صحابہ حضرت مسیح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کردار کا بھی ذکر ہے۔ اسلئے عزیزوں سے التماس کرتا ہوں کہ آج کی کہانی اپنے اندر بڑی دلچسپی رکھتی ہے اسلئے پوری توجہ سے سنیں اور اپنے ایمانوں کو تازہ کریں۔

قادیان دارالامان کے جلسہ سالانہ بابت ۱۸۹۸ء میں خاکسار کے والد شیخ برکت علی مرحوم عرائض نویس تحصیل گڑھ شنکر اور حضرت ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان آف گڑیانی جو ان ایام میں سرکاری ڈسپنسری گڑھ شنکر میں تعینات تھے شامل ہوئے۔ انہوں نے واپس آکر سب سے بڑی خبر جلسہ سالانہ کی دوستوں کو جو سنائی وہ یہ تھی کہ دھرم کوٹ بگا متصل بٹالہ کی ایک سکھ فیملی کے ایک نوجوان نے قادیان کی مسجد اقصیٰ میں ہونے والے سالانہ جلسہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حاضرین جلسہ سالانہ کی موجودگی میں ایک لیکچر دیا۔ اس لیکچر میں اس نے اپنے اسلام قبول کرنے کے وجوہات بیان کئے اور بعد لیکچر بخوشی اسلام قبول کیا۔ جونہی کہ اس نوجوان نے اپنے کیس حجام سے کٹوائے مسجد اقصیٰ کے ارد گرد کی دکانوں اور مکانوں پر اس نوجوان کے عزیز رشتہ دار سکھ صاحبان نے چیخ چیخ کر رونا شروع کر دیا اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوئے کہ آج سردار سندر سنگھ بگا ہماری طرف سے مر گیا۔

اس نوجوان کا اسلامی نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فضل حق رکھا۔ اور سلسلہ کی کتب اور اخباروں میں آپ سردار فضل حق کے نام سے مشہور ہوئے۔

اس تاریخی واقعہ کا پس منظر پیش کرنے سے پیشتر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شفقت، دُور اندیشی اور بے نفسی کا واقعہ مختصر طور پر عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

قصبہ قادیان علاقہ ریاڑکی میں واقعہ ہے۔
علاقہ ریاڑکی میں کثرت آبادی سکھوں کی تھی۔ سردار سندر سنگھ فضل حق کے برملا لیکچر دینے کہ اسلام اختیار کرنے سے ساری ریاڑکی کے سکھوں میں غصہ کی لہر پھیل گئی تھی۔ وہ سردار فضل حق کی جان کے لیوا تھے اور ان کے قتل کے منصوبے انہوں نے تیار کر لئے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سردار صاحب کو حکم دیا تھا کہ وہ اکیلے سیر کے لئے باہر نہ جایا کریں۔ اگر جائیں تو چند دوستوں کو ہمراہ لیکر جایا کریں (۲) اپنی رہائش مسجد مبارک کے ملحقہ کمرہ میں رکھیں۔ (۳) بوقت حاجت "دادی" ملازمہ کو آواز دے کر پردہ کرا کے حضور کے گھر کے جائے ضرور میں قضائے حاجت کر لیا کریں۔ قضائے حاجت کے سلسلہ میں سردار صاحب کے سلسلہ میں سردار صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ دادی ملازمہ گھر میں نہیں تھی تو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دروازہ کھولا اور سردار صاحب کو جائے ضرور میں لے گئے اور آبدست کرنے کیلئے خود لوٹا بھر کر ٹٹی کی دیوار پر رکھ دیا اور حضور صحن میں ٹہلتے رہے۔

فراغت کے بعد سردار صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور سے معافی مانگی اور اپنی بہت شرمندگی کا اظہار کیا جس پر حضور نے فرمایا کہ فضل حق آپ کو ہم میاں محمود کی طرح اپنا بیٹا سمجھتے ہیں کچھ فکر نہ کرو۔ اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد و علی اصحاب محمد و علی عبدک المسیح الموعود۔

پس منظر

اصل مضمون کی طرف رجوع کرتے ہوئے میں اس نوجوان سردار فضل حق کے اسلام لانے کا پس منظر بیان کرتا ہوں۔

بگا فیملی جن کی بود و باش اور جائداد قصبہ دھرمکوٹ بگا متصل بٹالہ میں تھی۔ برٹش گورنمنٹ کی سرکار میں "رؤسائے پنجاب" کی فہرست پر تھے۔ ان کی زرعی زمینیں آبائی تھیں اور خاندان کے مورث اعلیٰ کو بطور پنشن یا جاگیر مبلغ چھ سو روپیہ سالانہ ملتے تھے۔ سر لیپل گریفن سابق چیف سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب نے ایک کتاب "Chiefs of The Punjab" یعنی "رؤسائے پنجاب" لکھی تھی جس میں پنجاب کے مشہور خاندانوں کے رئیسوں کے نام اور خاندانی حالات درج کئے گئے تھے۔ جو افراد ان خاندانوں میں نئے پیدا ہوتے تھے کتاب کے تازہ ایڈیشن میں ان کے نام درج کئے جاتے تھے۔ رؤسائے پنجاب کے خاندانوں کو انگریزوں سے کچھ مراعات حاصل تھیں مثلاً کرسی نشینی، اسلحہ کی فیس معاف۔

بگا فیملی کے سردار جیون سنگھ کے دو بیٹے سردار ہرنام سنگھ اور سندر سنگھ سردار

جیون سنگھ صاحب کی عینی شہادت میں بٹالہ کے A.L.O.E ہائی سکول میں تعلیم کے لئے جاتے تھے۔ وہاں انہوں نے انجیل پڑھی۔ بٹالہ میں آریوں کے لیکچر سُنے۔ اسلام پر کئے گئے اعتراض سُنے۔ ان اعتراضوں کے متعلق وہ اپنے گاؤں کے ایک احمدی مولوی فتح دین صاحبؓ سے گفتگو کرتے رہتے تھے۔ مولوی فتح دین مرحوم پرانے پڑھے ہوئے تھے۔ ان سکھ سرداروں کے مزارع بھی تھے۔ ان اعتراضوں کا تذکرہ حضرت مولوی فتح دین صاحبؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قادیان میں کیا۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا کہ وہ سکھ سردار نوجوان کسی روز قادیان میں آکر حضور سے ملاقات کریں لیکن سکھ نوجوان اپنے باپ کے ڈر سے آنے سے معذور تھے اسلئے یہ قرار پایا کہ حضرت مسیح موعودؑ بغیر کسی ہمراہی کے بوقتِ شب مولوی فتح دین صاحب کے گھر میں ان سکھ نوجوانوں سے ملیں اور ان کے اسلام پر اعتراضات کا خود جواب دیں۔ چنانچہ حضور حضرت اقدسؑ اس قرارداد کے مطابق بغیر کسی ہمراہی کے موضع دھرمکوٹ بگہ میں مولوی فتح دین صاحب کے گھر تشریف لائے اور بوقتِ شب سردار ہرنام سنگھ اور سردار سندر سنگھ صاحبان سے ملاقات میں ان کو خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت پیش کرکے اسلام پر آریہ لوگوں کے اعتراضات کے جواب دیئے۔

خدا تعالیٰ کے ماموروں اور انبیاء کی صحبت گناہ سوز ہوتی ہے اور صادقین کی قوت قدسی مخلصین کے قلب پر گہرا اثر چھوڑ کر اپنی طرف مائل کرتی ہے۔

نتیجہ اس ملاقات کا یہ ہوا کہ ان ہر دو سردار صاحبان نے ہمیشہ اسلام کی تعلیم کو دنیا کے تمام مذاہب کی تعلیموں سے افضل جانا اور مرتے دم تک حضرت اقدس کی صداقت پر پورا پورا یقین رکھا۔ جناب سردار سندر سنگھ صاحب تو مسلمان ہو کر فضل حق کہلائے لیکن سردار ہرنام سنگھ صاحب اپنی دنیاوی اغراض کے باعث داخل اسلام تو نہ ہوئے لیکن بموجب ارشاد حضرت اقدس ہر صبح وضو کرکے دونوں ہاتھ کھول کر سورۃ فاتحہ پڑھ کر دعائیں مانگتے رہے۔

سردار سندر سنگھ اور بھائی جگت سنگھ

ایک ہی رسالہ میں علی الترتیب بطور دفعدار اور سوار ملازم تھے۔ رسالہ سارا سکھ صاحبان کا تھا۔ سردار سندر سنگھ کے ڈیرہ پر رات کو اسلام کی تعلیم کے موضوع پر ہمیشہ گفتگو رہتی۔ فوج میں مذہبی تبلیغ کرنا بڑا جرم سمجھا جاتا تھا۔ سکھ رسالدار میجر صاحب نے بارہا دفعدار سندر سنگھ کو سمجھایا لیکن وہ مذہبی گفتگو اور اسلام کی تعلیم کی تعریف کرنے سے باز نہ آئے۔ ایک احمدی دوست جو میرزا محمد اشرف صاحب سابق محاسب صدر انجمن احمدیہ کے والد ماجد تھے اس رسالہ میں میر منشی تھے اور سلسلہ کے اخبار الحکم و دیگر کتب سندر سنگھ صاحب ان سے لیکر پڑھا کرتے تھے ان ہر سہ بزرگوں کو مذہبی تبلیغ فوج میں پھیلانے کے جرم میں فوج سے خارج کیا گیا۔ بھائی جگت سنگھ تو رسالہ سے فارغ ہوتے ہی قادیان آکر مسلمان ہوئے اور حضرت خلیفہ اول جو اسوقت خلیفہ نہ تھے کے شاگرد بنے اور قرآن و حدیث کا علم حاصل کر گیا اور بھائی عبدالرحیم کے نام سے مشہور ہوئے لیکن سردار سندر سنگھ تین سال بعد ۱۸۹۸ء کے سالانہ جلسہ پر لیکچر دیکر مسلمان ہوئے۔+

+ الحکم ۱۴ ... ۱۹۰۲ء و الفضل ... ۱۹۳۹ء [illegible]

عاصم صحرائی
ایم۔اے

(قسط پنجم)

پرورش کا فن

حضانت کی تشکیل کے بعد، حضانت کے مواد، معیار و ضوابط اور تقاضوں کی باری آتی ہے۔ اس سلسلے میں وہ بنیادی تعلیم سرِفہرست آتی ہے جو کہ والدین کی طرف سے بچوں کو ملتی ہے۔ اس تعلیم کے پس منظر میں دو باتیں نہایت اہم ہیں جنہیں کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

۱۔ وقتی تقاضے۔

۲۔ والدین کا مستقبل کے بارے میں نظریہ۔

ہمارے تمام اصول، اقدار، عقائد، اساسی مفروضات، ہمارے تصوّرات و خیالات کے مرہونِ منّت ہیں۔ یہ تمام تصوّرات ہی تو ہیں جنہیں ایک فریم میں لگا دیا جاتا ہے۔ فرض کیجئے والدین کے مذہب کے بارے میں تصوّرات، اخلاقیات و سیاسیات کے بارے میں خیالات "اصول" اور "اقدار" بن جاتی ہیں لیکن ان کا تنقیدی جائزہ لینے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ ایسی صورت میں کیا ہوگا؟

اس سوال کا جواب پہلے دیا جا چکا ہے کہ جوانی وہ زمانہ ہے جب بچہ حضانت سے ظہور کرتا ہے اور حضانت سے ظہور کی خصوصیت ہی یہ ہے کہ وہ اپنے اور اپنے والدین کے بارے میں تنقیدی جائزہ لیتا ہے۔

والدین کی دی ہوئی تعلیم عموماً اس قسم کی ہوتی ہے "کفایت شعاری اختیار کرو۔ پاکدامن رہو۔ عفت کو اپنا شعار بناؤ۔ تھپڑ کھانے کے بعد دوسرا رُخ بھی اس کی طرف پھیر دو۔ اپنی وضع قطع درست رکھو۔ صاف اور سیدھی بات کہو۔ جانوروں، بچوں اور عورتوں کے ساتھ محبت اور شفقت سے پیش آؤ۔ محنت سے تعلیم حاصل کرو۔ اپنی قمیص ہمیشہ اُجلی رکھو۔ ناک صاف رکھو۔ پانی کے قریب مت جاؤ۔ گندے مت رہو۔ اگر تم کوئی اچھی بات نہیں کہہ سکتے تو پھر بھی کچھ نہ کچھ ضرور کہو۔ دیانتدار بنو، چوری نہ کرو۔ جھوٹ مت بولو۔ اپنے سے زیادہ دوسروں کا خیال رکھو۔ جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو۔"

یہ فہرست کافی طویل بھی ہے اور دلچسپ بھی۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ والدین کے ان "آمرانہ" اصولوں کو بلا چون وچرا تسلیم کر لیا جائے

یا نہیں ؟

"جی نہیں"۔ نوجوان کو چاہیئے کہ وہ اِن اصولوں کو "شک" کی نظر سے دیکھے کیونکہ یہ اصول اس کی ذات کے لئے مفید بھی ہو سکتے ہیں اور مُضر بھی۔

مفید اس لحاظ سے کہ یہ اس کے والدین کی زندگی کا نچوڑ ہیں۔ انہوں نے اِن اصولوں کو نہ صرف سیکھا بلکہ تجربہ کر کے بھی دیکھا۔ وہ ان اصولوں کے معانی خوب سمجھتے ہیں۔ مُضر اس لحاظ سے کہ عین ممکن ہے کہ یہ تمام اصول یا انکا معتدبہ حصّہ ان کی اپنی زندگی سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے نزدیک ان اصولوں کے کچھ معانی نہ ہوں یا انہوں نے ان اصولوں کو خود تجربہ کر کے نہ دیکھا ہو بلکہ محض اخذ کئے ہوں، انہوں نے یہ باتیں اپنے والدین سے سُنی ہوں اور انہوں نے اپنے والدین سے اور اس طرح یہ سلسلہ پُشت در پُشت چلتا چلا آیا ہو۔ لیکن اگر یہ اصول واقعی ان کے اپنے ذاتی تجربات پر مبنی ہیں تو پھر ان کے مفید ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ تاہم اس سے قطعاً یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ اگر وہ اصول والدین کے لئے بہتر تھے تو اولاد کے لئے بھی بہتر ہوں گے۔ یہ بات تو اُسی وقت قابلِ قبول ہو گی جب نوجوان انہیں خود تجربہ کر کے دیکھیں، اپنے موجودہ حالات اور مسائل کی روشنی میں ان کی آزمائش کریں۔

ممکن ہے کہ کوئی شخص اِس ساری بحث سے یہ نتیجہ اخذ کرے کہ والدین اپنے لئے کوئی اصول نہیں رکھتے یا انہیں اپنے بچوں کے کردار پر تنقید کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ جہاں تک بچّے کی ذات کا تعلق ہے وہ اپنے لئے خود اصول نہیں بنا سکتا۔ کیونکہ اس کا ذہن ابھی تک "پختگی" کو نہیں پہنچا۔ اگر اس کی مناسب رہنمائی نہ کی جائے تو اس کیلئے مستقبل کا خاکہ مرتب کرنا نہایت دشوار ہو گا۔ لیکن اس کے برعکس نوجوان میں اتنی اہلیت اور استعداد ضرور ہوتی ہے کہ وہ اپنے لئے خود راستہ منتخب کر سکے۔ تاہم اگر اُسے اپنی خود ساختہ راہ اختیار کرنے سے قبل، اپنے والدین کی مدد یا رہنمائی درکار ہو تو انہیں اس میں کسی قسم کا عذر نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر وہ اپنے بنائے ہوئے اصولوں کا موازنہ اپنے والدین کے اصولوں کے ساتھ کرنا چاہے تو اس سلسلے میں اسے ہر قسم کے سوال کرنے کی پوری پوری اجازت ہونی چاہیئے۔ لیکن بدقسمتی سے اکثر و بیشتر والدین اس بات پر راضی نہیں ہوتے کہ ان کے بنائے ہوئے اصولوں کے بارے میں بحث و تمحیص کی جائے۔ اس کے باوجود یہ بات اپنی جگہ اٹل ہے کہ ان کے بنائے ہوئے اصولوں کا ضرور تنقیدی جائزہ لیا جانا چاہیئے نیز انہیں اپنانے سے قبل انہیں اچھی طرح پرکھ لینا چاہیئے۔

ہمارے والدین کی جوانی کے دور میں جبکہ زندگی اتنی پیچیدہ نہیں تھی، ان اصولوں

میں خاصا تضاد تھا لیکن اب جبکہ زندگی خاصی پیچیدہ ہو گئی ہے اور آئندہ چند سالوں میں جبکہ زندگی پیچیدہ تر ہو جائے گی ان اصولوں کا کیا حشر ہو گا؟

آیئے دوبارہ حضانت کی طرف لوٹتے ہیں۔ حضانت کا انحصار دو چیزوں پر ہے:۔

۱۔ تشکیل

۲۔ مواد

تشکیل حضانت میں "ہیجانات" کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ یعنی خاندان کے باہمی تعلقات، خواہ وہ گرمجوشی پر مبنی ہوں یا سرد مہری پر، حضانت کی تشکیل کے دوران کافی حد تک اثر انداز ہوتے ہیں۔

اس دور میں بہت کم ایسے والدین ہونگے جن کے نزدیک زمین "چپٹی" ہو گی لیکن ان کی اکثریت یہ جانتی ہے کہ روس اور چین کے باشندوں کی اکثریت خدا کی منکر ہے۔ بہت کم والدین ایسے ہیں جو ابھی تک یہ یقین رکھتے ہیں کہ آدمی کا مقام فرشتہ اور جانور کے درمیان ہے۔ لیکن بیشتر ابھی تک اس بات پر ڈٹے ہوئے ہیں کہ بچے کا جنسی تجسس (SEXUAL CURIOSITY) غیر اخلاقی فعل ہے۔ ان کے نزدیک اس کا خاتمہ ضروری ہے۔

ہم صنعتی ترقی کے توعروج تک جا پہنچے ہیں لیکن انسانی فطرت کی ابجد تک سے بھی ناواقف ہیں۔

عقلی یا غیر عقلی بحث سے قطع نظر یہ کہا جا سکتا ہے کہ بچہ حضانت کے تمام تصوراتی مواد (IDEATIONAL CONTENT) کو سیکھتا ہے۔ اس کی ہیجانی تشکیل (EMOTIONAL FORM) اس کی حوصلہ افزائی کرے یا حوصلہ شکنی، وہ بہر کیف ہر اس شے کو جو کہ اس کے سامنے پیش کی جائے سیکھنے کی سعی کرے گا۔

بچہ اپنے حضانت کے سالوں (INCUBATOR YEARS) میں عموماً غلط سلط، غیر حقیقی، غیر عقلی اور قطعی غلط قسم کی چیزیں سیکھ لیتا ہے اور جوانی کے دوران جن باتوں کے سیکھنے کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی اُن کے سیکھنے میں منہمک رہتا ہے۔ ہم نے اپنے بچوں کے ہاتھ میں بڑے بڑے بم تھما دیئے ہیں لیکن اگر وہ انسان کے بارے میں عموماً اور اپنے بارے میں خصوصاً آگہی حاصل کر لیں تو شاید اس فتیلے کو دیا سلائی دکھلانے کی کبھی نوبت نہ آئے۔

اس وقت سہ طرفہ ارتقا رُونما ہو رہا ہے:

۱۔ صنعتی و حرفیاتی۔

۲۔ عقلی و ذہنی۔

۳۔ اخلاقی۔

صنعت و حرفت اپنے تمام تر عروج پر پہنچ چکی ہے۔ عقل و ذہن کے تمام "خارجی مراکز" تیزی سے دقیانوسی ہوتے جا رہے ہیں۔ اخلاقی دنیا میں بھی ارتقائی کیفیت بدرجہ اتم موجود ہے۔ جس

وقت ہم نے دنیا کا نظم و نسق سنبھالا تھا اُس وقت جو اصول درست تھے، ممکن ہے وہ ہمارے بچوں کے دَور میں، جبکہ دُنیا کی زمامِ اقتدار اُن کے ہاتھوں میں ہو گی، درست نہ رہیں۔

والدین نے اپنی پُوری نیک نیتی سے اپنے بچوں کے لئے جو کچھ درست سمجھا، وہ کیا۔ بہتر سے بہتر جو شے وہ اپنے بچوں کو دے سکتے تھے، اس کی فراہمی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ موجودہ نسل کی آزمائش اس وقت ہو گی جب وہ اپنے بچوں کی تربیت کریں گے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کی کس طرح تربیت کرتے ہیں۔

موجودہ ارتقا فقط ہماری نسل تک ہی محدود نہیں بلکہ اس کا حلقۂ اثر روز بروز پھیلتا جا رہا ہے۔ اس کے اختتام کے بارے میں کچھ کہنا فی الحال قبل از وقت ہو گا۔ تاہم ہر نسل کا مشترکہ مسئلہ یہ ہے کہ وہ اپنی پیشرو نسل اور اپنے بعد میں آنے والی نسل کے درمیان کس طرح گہرے روابط استوار کرتی ہے؟ سلسلۂ مواصلات کو کس طرح بہتر سے بہتر بناتی ہے اور افہام و تفہیم کے مسئلہ کو کس طرح آسان بناتی ہے؟

اگر آج کا نوجوان تذبذب کے دوراہے پر کھڑا ہے تو یہ اس کے والدین کی خطا ہے لیکن اگر وہ اس دوراہے پر کھڑا رہے تو یہ اس کی اپنی غلطی ہو گی۔ جب وہ اپنے والدین کے بنائے ہوئے اصولوں میں ترمیم کرتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ اپنی ذات کے بارے میں آگہی حاصل کر چکا ہے۔ اگر وہ دوسرے انسانوں کے بارے میں بھی خاطر خواہ معلومات حاصل کر لے تو یہ شے جہاں اس کی خوشیوں اور مسرتوں میں اضافے کا موجب ہو گی وہیں وہ اپنی ضروریات، اصلاحیت، کوتاہی اور نت نئی بدلتی ہوئی دنیا کے بارے میں بھی آگاہ ہو جائے گا۔ اسی طرح عین ممکن ہے کہ وہ اپنی ذات کی تلاش و جستجو میں پہلے کی نسبت زیادہ گرمجوشی دکھائے۔ جب وہ اپنی "خودی" کی جستجو میں سرگرداں ہو گا تو یہ سہ طرفہ ارتقا خودبخود اس کے ساتھ بڑھتا چلا جائے گا۔ اس ارتقا پر اس کی اپنی ذات کی گہری چھاپ ہو گی۔ (باقی)

مکرم محمد اکرم یوسف صاحب کتابی کام
حلقہ مصطفیٰ آباد - لاہور

انسانی جسم کی دفاعی لائنیں

انسانی جسم کی مثال ایک قلعہ کی سی ہے۔ اس کے ارد گرد بے شمار دشمن گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ ان میں سے اکثریت ایسے جراثیم اور زہریلے مادوں کی ہے جو ظاہری آنکھ سے دکھائی نہیں دیتے۔ انسان کے خلاف ان دشمنوں کی جنگ دن رات جاری رہتی ہے۔ ہم سانس لیتے ہیں تو سینکڑوں جراثیم جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ جسم پر زخم ہو جائے تو نقب لگا کر اندر پہنچ جاتے ہیں۔ بہت سے جراثیم منہ، ناک، گلے اور انتڑیوں جیسے اہم اور نازک مقامات پر کیمپ لگائے موجود رہتے ہیں۔ ان کی تعداد میں اضافہ بڑی سرعت سے ہوتا ہے اور ان جرثوموں کی اکثریت انتہائی مہلک ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود ہماری صحت ان سے متاثر نہیں ہوتی۔ اس کا سہرا در اصل جسم کے چند قدرتی محافظوں کے سر ہے۔

جس طرح کسی ملک میں بیرونی حملہ آوروں کی یلغار روکنے کے لئے مختلف دفاعی لائنیں اور دفاعی مورچے ہوتے ہیں بالکل اسی طرح قدرت نے انسانی جسم میں بھی دفاعی انتظام بنا رکھا ہے۔ مختلف مقامات پر دفاعی چوکیاں ہیں اور ہر ڈیفنس لائن کی حدود متعین ہیں۔ حملہ آور جراثیم کی سرکوبی کے لئے قدرت نے دفاعی محافظوں کو باقاعدہ طور پر مسلح کر رکھا ہے۔

آنکھ کو دیکھئے اس کا پردہ ہر وقت آنسوؤں کی نمی سے تر رہتا ہے۔ اس رطوبت میں ایک دافع عفونت اور جراثیم کش مادہ موجود رہتا ہے۔ یہ لائی سوڈیم کہلاتا ہے۔ آنکھ میں کوئی خاک آلود ذرہ پڑ جائے تو یہ عرق اسے اپنے اندر جذب کر کے فوراً موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ یہ عرق نہایت تیز اور قوی الاثر ہوتا ہے اگر آنسو کا ایک قطرہ آدھے گیلن پانی میں حل کر دیا جائے تو اس جراثیم کی ایک آدھ نسل ہلاک ہو سکتی ہے۔

جسم کے دوسرے حصے جو عرق تیار کرتے ہیں یا جو رطوبت خارج کرتے ہیں ان میں بھی لائی سوڈیم موجود ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ان میں چند اور جراثیم کش مادے بھی موجود ہوتے ہیں۔ یہ LYSINS اور PLAKINS کہلاتے ہیں۔ قدرت نے ہمارے جسم میں جراثیم کشی کی حیرت انگیز صلاحیت رکھی ہے۔ پیچش کے زہر آلود جرثومے کسی شیشے کی سطح پر رکھ دیں

تو وہ گھنٹوں زندہ رہیں گے لیکن اگر انہیں ہتھیلی پر رکھا جائے تو بیس منٹ کے اندر ہلاک ہو جائیں گے۔ منہ کے راستے جسم میں داخل ہونے والے جراثیموں کو لعاب دہن میں شامل جراثیم کش رطوبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جو اس سے بچ نکلتے ہیں ان کے لئے معدے کی تیزابی رطوبتیں آرٹلری کا کام کرتی ہیں۔

ہمارے نتھنے لیسدار مادے سے تر رہتے ہیں۔ یہ مادہ گلوئی پیپر کا کام دیتا ہے۔ اکثر جراثیم اس کے ساتھ چپک کر رہ جاتے ہیں، کچھ بالوں میں الجھ جاتے ہیں۔ اگر کوئی جرثومہ خود سری کا مظاہرہ کرے تو اسے چھینک کے ذریعے باہر نکال دیا جاتا ہے یا ناک بہنے لگتی ہے اور اس کا صفایا ہو جاتا ہے۔ جسم میں داخل ہونے کے بعد بیس منٹ کے اندر اندر ایک جرثومہ دو حصوں میں بٹ جاتا ہے۔ اگلے بیس منٹ میں ایک اور کا اضافہ ہو جاتا ہے اور ساڑھے گھنٹوں میں ان کی تعداد لاکھوں تک پہنچ جاتی ہے۔

چوٹ یا زخم سے جسم کا کوئی حصہ سوج جائے تو آپ کا جسم جراثیم کی زد میں آجاتا ہے۔ اس سوجن کا اصل سبب وہ بے شمار کیمیاوی مادے ہیں جو جراثیموں کے جسموں سے خارج ہوتے ہیں۔ یہ مختلف کیمیاوی مرکبات جمع ہو کر باہر کی طرف رسنا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر خون کی کسی قریبی رگ تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں تو اس کی دیواروں کو کشادہ کر دیتے ہیں اور یہ زخم خون سے علیحدہ ہو کر ان کے ساتھ مل جاتا ہے۔ یہ زخم خون میں شامل پانی ہوتا ہے۔ جس کے سفید ذرات میں لیوکاٹیکس اور بہت سے دوسرے کیمیاوی مرکبات بھی ہوتے ہیں۔ یہ سب باہم مل کر جراثیم کی یلغار کو روکتے اور انہیں تباہ کرتے ہیں۔ خوردبین سے مشاہدہ کیا جائے تو اس جنگ کا مسحور کن نظارہ نظر آتا ہے۔ جسم کی دوسری قوتیں بھی انہیں اس جنگ میں بھرپور مدد دیتی ہیں۔ خون کے پلازما میں ایک کیمیاوی مرکب فیبر نوجن (Febrnogen) موجود ہوتا ہے۔ یہ مرکب میدان جنگ کے ارد گرد مختلف کیمیاوی مرکبات کی مدد سے ایک مضبوط فصیل کھڑی کر دیتا ہے۔

میکروفیجس (Macrophages) انسانی جسم کا ایک دوسرا اہم دفاعی عنصر ہے۔ بعض جراثیم کے جسموں سے اتنی تیز بو آتی ہے لیوکاٹیکس ان کے نزدیک نہیں پھٹکتے اور بعض جراثیم اتنے طاقتور ہوتے ہیں کہ محاصرہ کرنے والے لیوکاٹیکس کو فوراً ہلاک کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اس موقعہ پر میکروفیجس آگے بڑھتے ہیں۔ ان میں نہ صرف ہر قسم کے جراثیم سے نمٹنے کی قوت اور صلاحیت ہوتی ہے بلکہ یہ ان لیوکاٹیکس کو بھی ہڑپ کر جاتے ہیں جو غداری کر کے دشمن کے ساتھ مل جاتے ہیں۔

جسم کے اہم سیکڑوں پر ایسے جاذب غدود اور گلٹیوں کا جال پھیلا ہوا ہے جو فلٹر کا کام کرتے ہیں۔ یہ فلٹر خون میں بہتے ہوئے جراثیم اور ذرات کو روک لیتے ہیں اگر پھر بھی کوئی جرثومہ بچ جائے تو اسکی خبر لینے کیلئے ہڈی کا گودا، جگر، تلی اور دوسرے اعضاء اپنا کام شروع کر دیتے ہیں۔

نمائندگی مجالس تربیتی کلاس ۱۹۷۲ء

کل مجالس :- ۲۷۰

تعداد نمائندگان :- ۴۴۰/۴۴۵/۴

۲۰ ظہور ۷۲ تک اس آمد کا سلسلہ جاری رہا

نام ضلع	تعداد مجالس	تعداد نمائندگان	نام ضلع	تعداد مجالس	تعداد نمائندگان
پشاور	۳	۵	ساہیوال	۹	۱۱
مردان	۱	۲	مظفر گڑھ	۴	۵
ہزارہ	۱	۲	ڈیرہ غازیخان	۲	۳
کیمبل پور	۱	۱	بہاولپور	۱	۱
راولپنڈی	۴	۸	بہاولنگر	۸	۱۰
جہلم	۴	۶	رحیم یار خان	۲	۲
گجرات	۱۵	۲۴	سکھر	۱	۱
سرگودھا	۴۸	۸۷	جیکب آباد	۱	۲
میانوالی	۲	۲	لاڑکانہ	۳	۳
جھنگ	۹	۱۱	نوابشاہ	۳	۴
لائل پور	۱۸	۳۴	حیدرآباد	۵	۷
لاہور	۲۵	۳۹	تھرپارکر	۱۵	۱۷
سیالکوٹ	۲۴	۴۴	کوئٹہ	۱	۱
گوجرانوالہ	۱۶	۱۷	کراچی	۶	۸
شیخوپورہ	۲۳	۳۲	میرپور-آزاد کشمیر	۲	۰
ملتان	۳	۳	ربوہ		۲۰

اخبارِ مجالس

مجلس خدام الاحمدیہ کھنڈو ضلع لاڑکانہ

جلسہ یوم مسیح موعودؑ

مجلس خدام الاحمدیہ کھنڈو ضلع لاڑکانہ کے ماتحت ۲۳ مارچ ۱۹۷۲ء کو یوم مسیح موعودؑ منایا گیا۔ اس سلسلہ میں ایک جلسہ کا انعقاد بھی عمل میں آیا جس میں مکرم مولوی عبد الغفور صاحب صدر جماعت احمدیہ کھنڈو نے یوم مسیح موعودؑ کی اہمیت بیان کی۔ علاوہ ازیں مکرم تاج محمد صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ کھنڈو، نثار احمد صاحب اور ماسٹر عبد الحکیم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت و سوانح پر تقاریر کیں۔ اس اجلاس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منظوم کلام بھی پڑھ کر سنایا گیا۔ یہ جلسہ قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ آخر میں دعا ہوئی اور یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

مجلس خدام الاحمدیہ ماڈل ٹاؤن لاہور

الوداعی تقریب

مربی سلسلہ ضلع لاہور مقیم ماڈل ٹاؤن عنقریب بیرونِ پاکستان بغرض ادائیگی فریضۂ تبلیغ اسلام تشریف لے جا رہے ہیں مجلس ماڈل ٹاؤن کو اُن کے قیام کے دوران اُن سے مثالی تعاون حاصل رہا۔ چنانچہ مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ ۷ ہجرت (مئی) ۱۳۵۱ھ کو ایک سادہ مگر باوقار انداز میں آں محترم کو الوداع کہا گیا۔

اس موقعہ پر قائد مجلس محترم مبشر احمد صاحب دہلوی نے ایک مختصر سا خطاب فرمایا جس کے بعد محترم عبد الرشید صاحب تبسّم مربی سلسلہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ میں ہمیشہ رشک کی نگاہ سے دیکھتا رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجلس ماڈل ٹاؤن کو ایک اَن تھک، بے لوث اور بے حد مخلص قائد عطا فرمایا ہے اور اُن کو ایک مستعد اور فعال ٹیم دی ہے آپ نے مزید فرمایا کہ میں پہلے بھی قائدِ محترم اور مجلس کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں اور آئندہ بھی کرتا رہوں گا۔ اور یہ کہ اب جبکہ مجھ پر بیرونِ ملک ایک اہم ذمہ داری عائد ہوگی میں زیادہ دعاؤں کا محتاج ہوں کہ خدا تعالیٰ ہر قسم کے حالات میں مجھے ثابت قدم رکھے اور خدمتِ دین کی اہم اور نازک ذمہ داریوں کو احسن طور پر ادا کرنے کی توفیق بخشے ــــــ اس کے بعد اجتماعی دعا ہوئی جس کے بعد حاضرین کی مشروبات وغیرہ سے تواضع

کی گئی۔

رپورٹ جلسہ سیرت النبیؐ

مجلس خدام الاحمدیہ ماڈل ٹاؤن لاہور کے زیراہتمام بتاریخ ۲۷ شہادت (اپریل) ۱۳۵۱ہش بروز اتوار بعد از نماز عصر مسجد احمدیہ میں جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا۔ جس کی صدارت محترم محمود الحسن صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ ڈھاکہ مشرقی پاکستان نے کی۔ تلاوت و نظم کے بعد محترم جواد رشید صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے حسن سلوک کے موضوع پر خدام سے خطاب فرمایا۔ جس کے بعد مکرم زرتشت منیر احمد صاحب نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بائیبل کی پیشگوئیاں" سے متعلق تقریر کی۔ ازاں بعد مہتمم صاحب تعلیم مرکزیہ مکرم محمد شفیق صاحب قیصر نے "حضرت رسول کریم کا عظیم مقام" کے عنوان سے خطاب فرمایا۔ آپ نے غیر از جماعت دوستوں کے متضاد عقائد ختم نبوت و نزول مسیح کے مقابلہ میں اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کی حقیقت بیان فرمائی کہ کس طرح مؤخر الذکر عقیدہ حضورؐ کے عظیم مقام کی نشاندہی کرتا ہے۔

مکرم قیصر صاحب کے بعد مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات سے متعلق خطاب فرمایا۔

بعدہٗ محترم لئیق احمد صاحب طاہر مہتمم اصلاح وارشاد نے "آنحضرتؐ سے صحابہ کرامؓ کا والہانہ عشق" کے عنوان سے تقریر کی۔ قرآن مجید اور بائیبل کے حوالہ جات سے آپ نے محسن انسانیت کے مقام کی تشریح فرمائی جس کے بعد آپ نے صحابہ کرامؓ کی حضورؐ سے والہانہ عقیدت اور محبت کی بے پایاں تفاصیل بیان فرمائیں جن کے ذکر سے بے اختیار حاضرین کے دل سے ان اصحاب رسولؐ کے لئے دعائیں نکلنے لگیں۔

دریں اثناء سلمان احمد صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کا نعتیہ کلام سنایا۔ جس کے بعد صدر جلسہ محترم محمود الحسن صاحب نے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ہم محض تحریک جدید کے مطالبات ہی پر عمل کرنے لگ جائیں تو یہی حقیقی روح رسول کریمؐ سے لگاؤ کی ہوگی۔ آپ نے اس ضرورت کی طرف توجہ دلائی کہ غیر از جماعت دوستوں کو بھی ان مطالبات سے روشناس کروایا جائے۔

جلسہ کے اختتام سے قبل محترم عبدالرشید صاحب تبسم مربی سلسلہ نے خدمت قرآن سے متعلق جماعت کی مساعی کا ذکر کیا اور احباب کو نو مطبوعہ نسخہ جات قرآن کریم کی خریداری اور مبارک تحریک وقف عارضی میں شمولیت کی طرف توجہ دلائی۔

مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور

اجلاس عام

مجلس خدام الاحمدیہ لائلپور شہر و انصار اللہ لائلپور شہر کا مشترکہ اجلاس نماز جمعہ کے بعد شروع

ہوا جس کی صدارت مکرم و محترم حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر جماعت ضلع لائلپور نے فرمائی۔

اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی جو حافظ محمد اکرم صاحب نے کی۔

عہد۔ مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب۔

ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ مکرم سید عبد الماجد صاحب نے نہایت عمدہ پیرائے میں پڑھ کر سنائے۔

اس کے بعد مکرم میاں مبارک احمد صاحب نے درس مشعل راہ دیا۔ اس کے بعد نظم ایک طفل نے پڑھی۔

تحریکات انصار اللہ۔ مکرم قائد صاحب انصار اللہ۔

خطاب مکرم قائد صاحب خدام الاحمدیہ۔ آپ نے سب اراکین کا شکریہ ادا کیا۔ جن کی کوششوں سے اللہ تعالیٰ نے علَم انعامی عطا فرمایا۔

اس کے بعد مکرم ناظم صاحب اطفال نے اطفال کی ہفت روزہ تربیتی کلاس (۱۴ تا ۲۱ اپریل) کی رپورٹ پڑھی۔ اس کے بعد حضرت امیر صاحب نے بچوں میں انعام تقسیم فرمائے۔

اس کے بعد مکرم و محترم مولانا عبد المالک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کرنے کی تاکید فرمائی کہ روزانہ ضرور کسی نہ کسی کتاب کا مطالعہ کیا کریں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:۔

سه

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

آپ نے نہایت عمدہ انداز میں خدام کو مطالعہ کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ دُعا کے ساتھ اجلاس برخاست ہوا۔

حاضری:۔ خدام ۲۲۸۔ اطفال ۵۶۔ انصار ۹۷۔ مستورات ۵۵۔

مجلس خدام الاحمدیہ خان پور

مورخہ ۲۷/۴ بروز جمعرات مجلس خدام الاحمدیہ خان پور کے زیر اہتمام "سیرت النبیؐ" کا جلسہ کیا گیا کارروائی کا آغاز مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد کیا گیا اور جلسہ رات گئے تک جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ بے حد کامیاب رہا۔

جلسہ میں مکرم ملک نعیم الدین صاحب، مکرم حیدر قریشی صاحب۔ عزیز عبد الاکبر (طفل) مکرم بشارت احمد صاحب۔ مکرم حیدر قریشی صاحب عزیز ملک تنویر احمد (طفل)۔ عزیز چوہدری ادریس احمد صاحب (طفل)۔ مکرم ملک حکیم الدین صاحب۔ عزیز ملک معین الدین صاحب (طفل) عزیز ملک ضیاء الدین صاحب (طفل)۔ مکرم ملک حفیظ احمد صاحب اعوان۔ مکرم خان ضیاء الحق خان صاحب صدر جلسہ نے خطاب فرمایا۔ (بشارت احمد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ خان پور ضلع رحیم یار خان)

مجلس خدام الاحمدیہ کوٹ مومن

۵ رمئی ۱۹۷۲ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ تربیتی کلاس کا افتتاح زیر صدارت محترم جناب مولوی بشیر احمد صاحب قمر مربی سلسلہ ضلع سرگودھا ہوا۔ تلاوتِ قرآن کریم ارشاد احمد صاحب تخت ہزارہ۔ نظم اعجاز احمد صاحب تخت ہزارہ۔ عہد قائد صاحب ضلع چوہدری ریاض صاحب نے دُہرایا۔

افتتاح میں محترم جناب قمر صاحب نے عہد کی اہمیت، غرض وغایت اور خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد قائد صاحب ضلع چوہدری ریاض احمد صاحب نے تربیتی کلاس کا پروگرام بیان فرمایا اور خدام سے اپیل کی کہ وہ زیادہ سے زیادہ حاضر ہو کر کلاس کو دلچسپ بنائیں اور صحیح معنوں میں فائدہ اٹھائیں۔

افتتاحی اجلاس میں خدام و اطفال کی حاضری سو فیصدی تھی۔ نیز تمام جماعت نے افتتاحی اجلاس میں شرکت کی جس کی تعداد کم و بیش پچاس تھی۔ اس کے علاوہ باہر کی جماعتوں نے بھی شرکت کی۔

تخت ہزارہ کی جماعت سے چار نمائندے، بھابڑہ کی جماعت نے بھی نمائندگی کی۔ اس کے بعد کلاس کا پروگرام شروع کیا گیا۔ یہ کلاس باقاعدگی سے مغرب سے عشاء تک ایک گھنٹہ اور فجر کی نماز کے بعد تقریباً پون گھنٹہ منعقد ہوتی رہی۔ اس میں خدام و اطفال کو قرآن مجید کی سترہ آیات ناظرہ، باترجمہ سکھائی اور یاد کرائی گئیں۔ چند احادیث باترجمہ سکھائی گئیں۔ اس کے علاوہ برکات الدعا، دینی معلومات، یاد رکھنے کی باتیں، اختلافی مسائل اور نماز باترجمہ سکھائی گئی۔ صبح بیداری بھی خدام و اطفال کو کرائی گئی۔ آخر میں خدام و اطفال کا امتحان لیا لیا گیا۔ اوّل، دوم، سوم آنے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ اختتامی اجلاس کی صدارت جناب محمد اسلم صاحب صابر نے کی۔ تلاوت طارق جاوید، نظم خواجہ منور احمد صاحب ناظم وقارِ عمل، عہد قائد مقامی خواجہ بشارت احمد اور رپورٹ کارگزاری ایک ہفتہ بھی قائد مقامی خواجہ بشارت احمد نے پڑھ کر سنائی پھر انعامات تقسیم ہوئے۔

(خواجہ بشارت احمد قائد خدام الاحمدیہ کوٹ مومن)

مجلس خدام الاحمدیہ ترگڑی

ہفتہ تربیتی

مجلس خدام الاحمدیہ ترگڑی کے زیر اہتمام تربیتی ہفتہ منایا گیا جو کہ ۱۳ ۷/۷۲ تا ۱۹ ۷/۷۲ تک جاری رہا۔

تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد ۱۳ ۷/۷۲ بعد نماز فجر مسجد میں تربیتی ہفتہ کا آغاز ہوا۔ پہلے اجلاس میں پروگرام کے مطابق زیادہ سے زیادہ اطفال اور خدام کی حاضری کا بندوبست کیا گیا۔ نماز کے

فوراً بعد مولوی مبارک احمد صاحب نے سچائی کے موضوع پر تقریر فرمائی جس میں انہوں نے فرمایا کہ ہر احمدی کو اپنے لین دین کے معاملہ میں سچائی سے کام لینا چاہیئے۔

دوسرا اجلاس :-

۱۴/۴/۷۲ کو حسب منشور نماز فجر کے بعد مولوی بشیر احمد صاحب (مبلغ افریقہ) نے قرآن کریم کی رُو سے آپس میں مل جُل کر رہنے کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ تقریر کے دوران بہت سے واقعات اور روایات کو پیش کیا۔

تیسرا اجلاس :-

۱۵/۴/۷۲ کو محمد افضل صاحب منیر نے "صحابہ سے ملا جس نے مجھ کو پایا" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

چوتھا اجلاس :-

۱۶/۴/۷۲ کو مبارک احمد صاحب ظفر نے نماز کی اہمیت پر تقریر فرمائی۔

پانچواں اجلاس :-

۱۷/۴/۷۲ کو ملک محمد اسلم صاحب مربی سلسلہ احمدیہ متعین جماعت ترگڑی نے متفرق پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور قرآن کریم کی تعلیم کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے کی طرف توجہ دلائی۔

چھٹا اجلاس :-

مبارک احمد صاحب کھوکھر نے آپس میں اختلافات دُور کرنے کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

ساتواں اجلاس :-

ایم محمد اسماعیل صاحب نے تربیت اولاد کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

اجلاس عام جس میں مکرم ومحترم

جناب صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے شرکت فرمائی۔

۷/۴/۷۲ بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب اجلاس مسجد میں منعقد ہوا۔ پروگرام کے مطابق نماز مغرب کے فوراً بعد بیرونی مجالس سے آئے ہوئے خدام کو کھانا کھلایا گیا۔ اس کے بعد محترم صدر صاحب تشریف لے آئے۔ اُن کے ساتھ مہتمم صاحب مال، قائد صاحب ڈویژن، قائد صاحب ضلع بھی تشریف لائے۔ ان کے آنے پر ۱۰۰ خدام اور ۷۰ اطفال نے استقبال کیا اور جماعت کے بہت سے انصار بزرگوں نے بھی آنیوالے معزز مہمانوں سے مصافحہ کیا۔

اس کے بعد بحکم صدر صاحب مقامی امام مسجد نے نماز عشاء پڑھائی اور بعد ازاں اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔

تلاوت قرآن کریم ایک طفل عبدالقادر نے کی۔ نظم انیس احمد ایک طفل نے پڑھی۔ اس کے بعد صدر صاحب نے عہدِ مجلس دُہرایا۔ بعد ازاں خاکسار نے سپاسنامہ پیش کیا اور ساتھ ہی اپنی گزشتہ پانچ ماہ کی رپورٹ پڑھ کر سُنائی۔ اس کے بعد محترم صدر صاحب نے نہایت

اچھے پیرایہ میں خدام و اطفال کو نہایت ضروری نصائح سے نوازا۔ انہوں نے فرمایا کہ مجلس خدام الاحمدیہ تو گوڑی کی ماہانہ رپورٹ کارگزاری پڑھ کر معلوم ہوتا تھا کہ مجلس مذکورہ بہت اچھا کام کرتی ہے لیکن معائنہ سے بھی معلوم ہوا کہ یہ مجلس بفضل تعالیٰ اچھا کام کر رہی ہے۔ اسلئے یہ بہت خوشی کی بات ہے۔ وصولی چندہ بھی تسلی بخش ہے۔

۲۔ محترم صدر صاحب نے فرمایا کہ ہمارے خدام و اطفال بلکہ انصار اللہ اور مستورات کو بھی چاہیئے کہ صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ صفائی پر صدر صاحب نے بہت زور دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہر احمدی کو اتنا صاف ستھرا رہنا چاہیئے کہ اجنبی شخص کو ملنے پر اُسے صفائی سے ہی معلوم ہو جائے کہ یہ کوئی احمدی شخص ہے۔

۳۔ صدر صاحب نے فرمایا کہ حضور ایدہ اللہ کے فرمان کے مطابق ہم تمام کو چاہیئے کہ تبلیغ کو مزید تیز تر کر دیں۔ نزدیک نزدیک کے گاؤں میں ہر خادم کو کم از کم پانچ پانچ افراد اپنے زیر تبلیغ رکھنے چاہیئیں اور ہر ماہ اس تبلیغ کا نتیجہ معلوم کیا جاوے۔

۴۔ قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے اور اس کے ترجمہ و تفسیر کے سیکھنے سکھانے کا مزید بندوبست کیا جاوے۔ اور ہدایت فرمائی کہ ہمیں اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا چاہیئے جب تک ہمارے تمام احمدی افراد قرآن کریم کے مطالب کو نہ سمجھ سکیں۔

دُعا کے بعد اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی۔ بعد میں مجلس عاملہ کے ممبران اور بیرونی مجلس تلونڈی ملا ہوالی سے آمدہ ۱۰ خدام اور تلونڈی کھجوروالی سے آمدہ ۱ خدام سے صدر صاحب کا تعارف کروایا گیا۔ صدر صاحب تعارف کے ساتھ ساتھ ضروری ہدایات سے بھی نوازتے رہے۔ اجلاس ۳ گھنٹے تک جاری رہا۔

مورخہ ۲۳/۲/۶۴ کو اجلاس عام جس میں سلائیڈز کے دکھانے کا پروگرام تھا مسجد میں بعد نماز عشاء شروع ہوا۔ یہ پروگرام ۸ بجے شام شروع ہوا۔ اس میں بیرونی جماعتوں اور غیر از جماعت افراد کو بھی مدعو کیا ہوا تھا۔ اس پروگرام کے مطابق آمدہ بیرونی افراد کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ تو گوڑی نے کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ اس اجلاس کی حاضری ۲۵۰ افراد پر مشتمل تھی۔ اس پروگرام میں لاؤڈ سپیکر کا بہت اچھا انتظام کیا ہوا تھا جس کی آواز تمام گاؤں میں جاتی رہی۔ یہ اجلاس تبلیغی حیثیت سے نہایت کامیاب رہا۔ دیکھنے والے گاؤں کے

دیگر افراد کے علاوہ بچے، مرد، عورتیں مزید کالونی کی چھتوں پر جمع تھے۔ اس پروگرام سے تمام اپنے بیگانوں نے بہت اچھا اثر لیا۔

(عطاء محمد قمر معتمد مجلس خدام الاحمدیہ ترگڑی)

مجلس خدام الاحمدیہ دار الصدر غربی (حلقہ قمر ربوہ)

آل ربوہ تقریری مقابلہ:- مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۷۲ء کو زعامت دار الصدر غربی حلقہ القمر کے تحت ایک آل ربوہ تقریری مقابلہ ہوا جس میں ربوہ کی مجالس کے خدام نے حصہ لیا۔ اس تقریری مقابلہ کے لئے درج ذیل عناوین مقرر کئے گئے تھے۔

۱۔ خلیفہ خدا بناتا ہے۔

۲۔ خلافت ثالثہ کی تحریکات

۳۔ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

اس تقریری مقابلہ میں منصفین کے فرائض مکرم مرزا نصیر احمد صاحب شاہد مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ، مکرم عبد الکریم صاحب خالد نائب ایڈیٹر "خالد" اور مکرم سید کریم شاہ صاحب زعیم دار الرحمت شرقی نے انجام دیئے۔ مکرم مرزا نصیر احمد صاحب شاہد منصف اعلیٰ تھے۔ منصفین کے متفقہ فیصلے کے مطابق مکرم لئیق احمد صاحب عابد محلہ دار الرحمت شرقی اوّل، مکرم محمد داؤد صاحب منیر محلہ دار الصدر جنوبی دوم اور مکرم جلیل الرحمن صاحب جمیل محلہ دار الرحمت شرقی سوم قرار پائے۔ تقریری مقابلہ کے اختتام پر مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلاد عربیہ نے امتیاز حاصل کرنے والے خدام میں انعامات تقسیم فرمائے اور دعا کرائی۔

الوداعی تقریب

مجلس خدام الاحمدیہ دار الصدر غربی حلقہ القمر کے تحت مکرم مرزا نصیر احمد صاحب کے اعزاز میں ایک الوداعی تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں محلّے کے معززین کے علاوہ صدر صاحب محلّہ مکرم ملک محمد رفیق صاحب نے بھی شرکت کی۔ مکرم سید تنویر احمد شاہ صاحب زعیم حلقہ قمر نے ایڈریس پیش کیا اور مکرم مرزا نصیر احمد صاحب کی اُن خدمات کا تذکرہ کیا جو آپ نے بحیثیت زعیم سالہا سال تک انجام دیں۔ مکرم زعیم صاحب کے بعد مکرم مرزا نصیر احمد صاحب نے خطاب فرمایا۔ مکرم مرزا نصیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ کی حیثیت سے تبلیغ اسلام کے لئے گھانا تشریف لے گئے ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ میرپور خاص (پکنک)

مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۷۲ء صبح آٹھ بجے خدام، اطفال اور انصار بذریعہ ٹرک پکنک کے مقام کی طرف قائد صاحب مقامی کی معیت میں روانہ ہوئے۔

مقام پکنک پر پہنچ کر نہر کے کنارے درختوں کی چھاؤں میں ڈیرے ڈال دیئے گئے اور گونا گوں پروگرام کا آغاز اجتماعی شناوری اور غسل سے کیا گیا جس میں تمام شرکاء قافلہ نے نہایت جوش اور ولولے کے ساتھ حصہ لیا۔ یہ پروگرام دو گھنٹے تک جاری رہا اور درمیان

میں تمام دوست خربوزوں سے شغل فرماتے رہے اور
سالن کی تیاری بھی کرتے رہے۔

تیراکی کے مقابلے میں اکثر خدام نے حصہ لیا اور
اس طرح جسمانی مقابلہ جات کا سلسلہ شروع ہو گیا جن
میں لمبی دوڑیں، کشتی، کبڈی، کلائی پکڑنا، کلائی موڑنا
شامل تھے اور ان تمام مقابلوں میں خدام، اطفال
نیز انصار نے بھی حصہ لیا۔

تقریباً دو بجے تناولِ طعام کا انتظام کیا
گیا جس میں خاص طور پر اطفال کو "کلوا جمیعاً"
کے پروگرام کے تحت علیحدہ بٹھا کر مربی صاحب
اطفال، ناظم صاحب اطفال و قائد صاحب کی
نگرانی میں کھانا کھلایا گیا جس کے دوران یہ تینوں
عہدیداران کھانے کے بارے میں عملی اور زبانی
نصائح سے مستفیض فرماتے رہے۔ اسی طرح خدام
اور انصار بھی سخت بھوک اور انتظار کی شدت
کے باوجود نہایت ضبط و تحمل اور وقار سے
کھانا تناول فرماتے رہے جو کہ اطفال کے لئے
نیز اردگرد کے دیکھنے والوں کے لئے بھی ایک
اچھا نمونہ پیش کرتے رہے۔

کھانے کے بعد نماز کے لئے صفیں بچھا
دی گئیں اور احباب وضو کرنے کے بعد صفوں
میں ترتیب وار بیٹھتے گئے۔ اسی دوران میں قائد
صاحب نے اطفال کا عملی جائزہ لیا نیز نماز ادا
کرنے کا طریق عملی طور پر سکھایا۔ بعد ازاں
مولوی شوکت صاحب نے نماز پڑھائی اور
نماز کے بعد علمی پروگرام شروع کر دیئے گئے۔
جس میں تلاوتِ قرآن کریم (اس مقابلہ میں ہر
خادم کی شرکت لازمی قرار دی گئی۔ انصار نے بھی
حصہ لیا)، نظم، بیت بازی شامل تھے۔

نیز بہت سے احباب نے احمدیت کی سچائی
اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ذاتی مشاہدات
کو بیان فرمایا جو سامعین کے لئے ازدیادِ ایمان
کا موجب ہوئے۔

آخر میں ایک نہایت ہی دلچسپ مقابلہ،
مقابلۂ ذہانت کروایا گیا جس میں تمام حاضرین نے
حصہ لیا۔ اس میں طریق یہ رکھا گیا تھا کہ جس بات کا حکم
قائد کی طرف سے ہو وہ مانا جائے اور دوسرے
حکم کی تعمیل نہ کی جائے۔ اور جو قائد کے حکم کی تعمیل
نہ کرے یا بغیر حکم کے تعمیل کر دے اسے آؤٹ
قرار دیا جائے۔

یہ دلچسپ مقابلہ جو اجتماعی ورزش کا بھی
رنگ رکھتا تھا تقریباً آدھ گھنٹہ تک جاری رہا
اور آخر میں محترم مرزا عبد الحمید صاحب ممبر انصار اللہ
نے اوّل پوزیشن حاصل کی۔ اس طرح انصار نے
فوقیت حاصل کر لی۔

اب اجتماعی پکنک اور مختلف پروگراموں
کا یہ رنگین سلسلہ اختتام پذیر ہوا چاہتا تھا مگر
ابھی چند ایک خدام کی خواہش تھی کہ نہانے کا پروگرام
دہرایا جائے اور یہ حقیقت بھی تھی کہ گرمی شدت
سے پڑ رہی تھی۔ بڑ کے درخت کا سایہ بچاؤ کے

ایک بہترین انتظام تھا۔ احباب کی چند یہ قائد صاحب نے نہانے کی اجازت دے ہی دی۔ بہرحال پھر ۲۵ یا ۳۰ منٹ تک ٹھنڈے پانی سے غسل سے لطف اندوز ہوئے اور آخر میں اجتماعی طور پر دُعا کے ساتھ یہ مختصر اور پُر وقار اجتماع برخاست ہوا۔ فالحمد للہ علی ذٰلک۔

تفصیل حاضری خدام ۲۰ - اطفال ۱۴ + ۲ بچگان ۔ انصار ۶

مقابلہ جات جسمانی (خدام)

دوڑ ۲۰۰ گز	۱۱ خدام شریک ہوئے	اوّل منصور احمد صاحب
کشتی	۸ خدام شریک ہوئے	اوّل مرزا مبشر احمد صاحب
تیراکی	سب خادم تقریباً شریک ہوئے	اوّل عبدالباسط صاحب بھٹی
کلائی موڑنا	۸ خادم شریک ہوئے	اوّل رانا عطاء اللہ صاحب
کلائی پکڑنا	۱۰ خادم شریک ہوئے	اوّل رانا عطاء اللہ صاحب اور چوہدری اسلم صاحب برابر رہے۔
کبڈی	۸ خادم شریک ہوئے	حلقہ سٹیلائٹ ٹاؤن اوّل رہا۔

مقابلہ جات جسمانی (اطفال)

دوڑ ۲۰۰ گز	۱۲ اطفال نے شرکت کی	اوّل توقیر احمد خان
تیراکی		اوّل بلامقابلہ توقیر احمد
کشتی		

مقابلہ جات علمی (خدام)

تلاوتِ قرآن کریم	شرکت ۲۰ خدام اور ۶ انصار	اوّل ملک منور احمد طاہر
نظم	شریک ۶ خدام	اوّل فائق محی الدین صاحب

مقابلہ جات علمی (اطفال)

نماز (ناظرہ و مترجم)	شرکت تمام اطفال	اوّل توقیر احمد۔ دوم منور احمد
اذان	شرکت ۱۰ اطفال	اوّل خالد احمد۔ دوم منور احمد و حفیظ اللہ

ایم۔ ایم۔ احمد
معتمد مجلس خدام الاحمدیہ
میرپور خاص

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سرخ مرچ ــــ اور ــــ دیگر اجناس

ــــ کی ــــ

خرید و فروخت کیلئے

ہم سے رابطہ قائم کریں!

ملک غلام احمد اینڈ سنز۔ کنری

بلاک میکرز — پرنٹرز — اسٹیشنرز
قابلِ اعتماد - بارعایت اور اعلیٰ چھپوائی کے لئے
ایم - این - ڈی - آرٹ پرنٹرز
نسیم مارکیٹ
ریلوے روڈ — لاہور
میں تشریف لاویں

الاکو کے چار عظیم بونس
ٹرمنیل بونس کا انحصار کمپنی کے اثاثوں کے منافع پر ہے یہ بونس بیمہ شدہ رقم پر مستقل اضافہ نہیں ہے بلکہ اسکی ادائیگی صرف ایک مرتبہ موت یا پالیسی کی مدت پوری ہونے پر ہوگی اور اس بونس کی شرح میں کمی زیادتی یا بالکل بند ہونے کا بھی امکان ہے۔
ONE RUPEES
ا ل ا ک و
قائم شدہ ۱۸۹۲ء
آئیڈیل لائف ایشورنس کمپنی لمیٹڈ

Regd. No. 5830
June, 1972

Monthly "KHALID" Rabwah

Printed at the
A. Press, Rabwah.